بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ۭ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ

محمدؐ خدا کے پیغمبر ہیں اور جو لوگ اُنکے ساتھ ہیں وہ کافروں کے حق میں تو سخت ہیں اور آپس میں رحم دل
(پارہ ۲۶ سورہ الفتح آیت ۲۹)

4004

صحابہ کبارؓ
حضرت علیؓ کی نظر میں

از ـــــ جناب منشی عبدالرحمٰن خان صاحب

4004

صدیقی ٹرسٹ نسیم پلازا نشتر روڈ کراچی ۵

بطور صدقہ جاریہ
ہدیہ: پانچ روپے
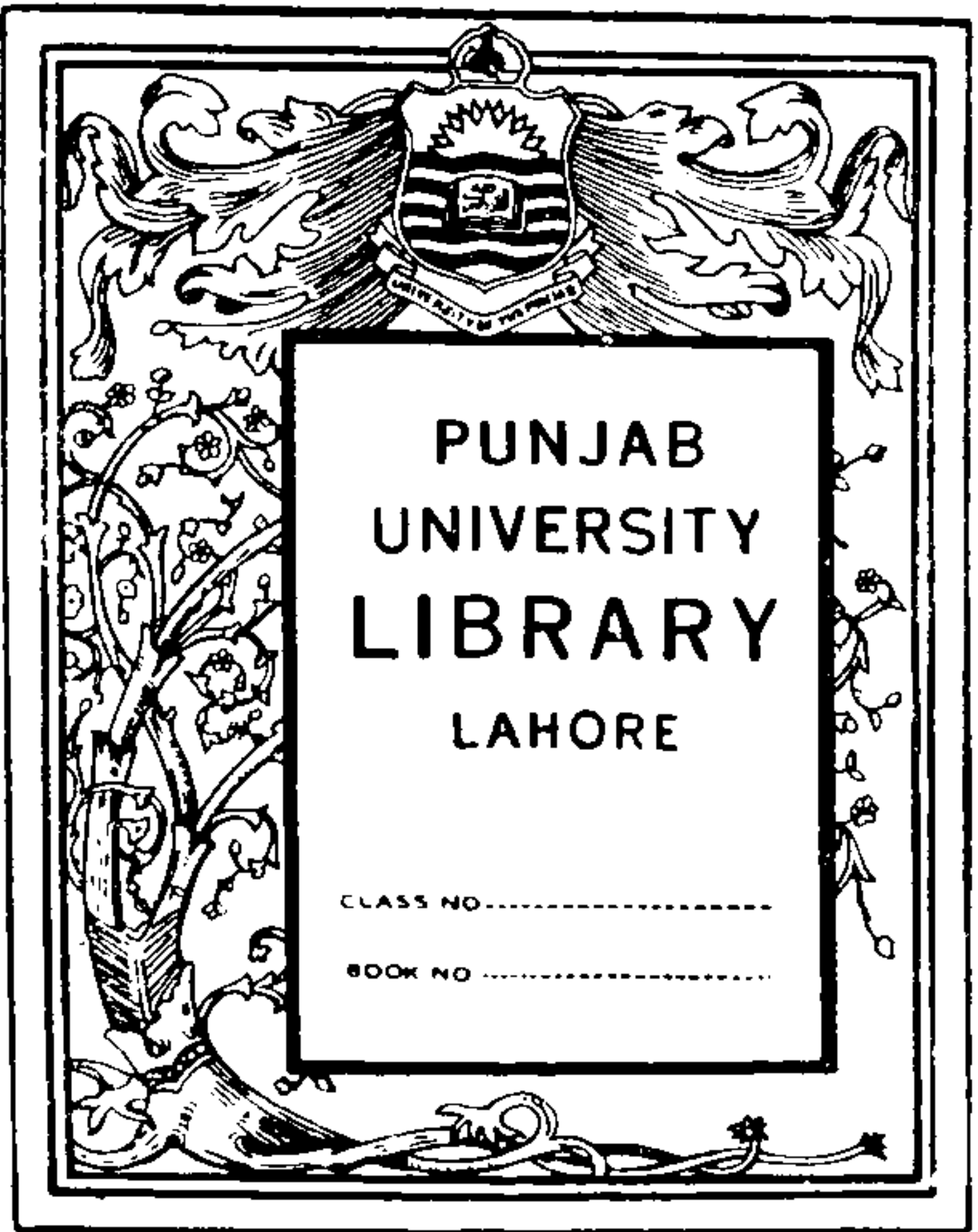
بسم اللہ الرحمن الرحیم

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ ط وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ
اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَہُمْ

ترجمہ

محمد خدا کے پیغمبر ہیں اور جو لوگ انکے ساتھ ہیں وہ کافروں کے حق میں تو سخت ہیں اور آپس میں رحم دل

(پارہ ۲۶ سورہ الفتح آیت ۲۹)

صحابہ کبارؓ
حضرت علیؓ کی نظر میں

از ـــــ جناب منشی عبدالرحمٰن خان صاحب

ناشر

صدیقی ٹرسٹ نسیم پلازا نشتر روڈ کراچی ۵

بطور صدقۂ جاریہ

ہدیہ: پانچ روپے

Marfat.com

87270

انتساب

ان کے نام

جو حضرت علیؓ کے ان ارشاداتِ عالیہ کو خود اعتنا نہیں سمجھتے کہ:-

«اے بندۂ خدا! کسی گناہ کے سبب کسی کی عیب جوئی نہ کر!! شاید وہ بخش دیا گیا ہو!!!

تو اپنے نفس کے صغیرہ گناہ پر بھی بے خوف نہ رہ۔ کیا عجب اسی سبب سے عذاب دیا جائے بہتر یہی ہے کہ تم میں سے جو شخص کسی کے عیب پر مطلع ہو تو اپنے عیبوں پر نظر کر کے اس کی عیب جوئی سے باز رہے» (نہج البلاغہ اردو ۱۵۳، عربی ۲۷۷)

"میں تمہارے لئے اس امر کو برا سمجھتا ہوں کہ تم گالیاں دینے والے بن جاؤ"

(نہج البلاغہ اردو ۲۲۳، عربی ۲۴۶)

منجانب: محمد عبدالرحمٰن خان

(طبع دوم بہ اجازت فاضل مؤلف زیر اہتمام خدیجہ ٹرسٹ نصیر آباد کراچی)

Marfat.com

مندرجات

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

ذخیرہ
کتب جلیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی
لاہور پاکستان

مستحسن اقدام

(از ڈاکٹر سید زاہد علی صاحب واسطی)

تعمیرِ انسانیت کے لئے ہمارے پاس پیغمبرِ انسانیت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات گنجینۂ بے بہا ہیں جو نسلِ انسانی کو اعلیٰ وارفع اقدار کا حامل بنا سکتی ہیں۔ ان کے علاوہ حکمائے زمانہ۔ اکابرینِ ملت۔ فضلائے دہر۔ مفکرینِ عالم اصحابِ رسول کی دینوی و دنیوی علم و حکمت۔ پند و نصائح۔ افکار و اقوال کی گراں مایہ میراث موجود ہے۔ ان حضرات کے افعال و کردار اور عملی زندگیوں کے تابندہ نقوش رہتی دنیا تک کے لئے ایک ایسا لائحہ عمل ہیں جن سے استفادہ حاصل کرنے والا انسانیت کی تعمیر کی بلندی کو اوجِ ثریا تک لے جا سکتا ہے۔

صحابہ کبارؓ کی ہدایات سے سرتابی، ان کے لئے خیر خواہانہ جذبات رکھنے کی بجائے، طنز و تعریض کے جذبات رکھنا۔ ان کی غیبت کرنا۔ ان کے متعلق بددلی پھیلانا۔ ان کے واقعات و اصول سے آگاہ کرنے میں اور راہِ صواب پر چلنے کے لئے، صحیح اور راست گوئی میں بخل کرنا۔ سب کچھ گناہ ہے۔ اور یہ وہ کبائر گناہ ہیں۔ جن کی وجہ سے آدمی کی عاقبت، حقوق اللہ کے انجام دہی و تکمیل کے باوجود تباہ ہو سکتی ہے۔ الغرض حقِ تنقید کا یہ استعمال فساد انگیز ہے۔ یہ سب کچھ ذاتی اندازِ ناصحانہ پر محمول نہ سمجھا جائے بلکہ کتاب اللہ اور کتابِ سنت ہی اس عرضداشت کے ماخذ ہیں۔

قبولیت عامہ و شہرت دوام سے قطع نظر، حدیث و تاریخ کی روشنی میں

Marfat.com

منشی عبدالرحمٰن خان صاحب نے جذبوں کی گہرائی میں حقیقتوں کو سمویا۔ پھر جو پیمانۂ دل چھلکا تو بے اختیار ان صفحات کو رقم کر دیا۔ اس کتاب میں اسلوب کی انفرادیت۔ بیان کا سلیقہ۔ مواد کا حسنِ تدوین۔ معلوماتی پہلوؤں کی فراوانی کو یکجا کر کے بکمال احسن قارئین کے اذہان کو جھنجوڑ کر رکھ دیا۔ مضمحل اور زنگ آلود عقائد و مسائل کو اضمحلال کی اتاہ گہرائیوں سے باہر نکال لاتے۔ پھر نہ صرف حقیقتوں سے ان کو صیقل کیا بلکہ اس کے بعد حالات و واقعات کو قارئین کی صوابدید پر چھوڑ کر خود کو بری الذمہ کر لیا۔ اب ان تمام واقعات و حقائق کی روشنی میں کون سے اہلِ دل ہیں جو علیؓ المرتضٰی کے اسوۂ حسنہ پر چلیں اور جن اصحاب کبارؓ سے حضرت علیؓ شیرِ خدا کے رجحانات، عقیدت و میلانات محبت کا سمندر ٹھاٹھیں مارتا نظر آتا ہے۔ ان صحابہ کرام کے لئے اپنے اندر کی تمام بغض و عناد کی چنگاریوں کو سرد کر ڈالیں۔

منشی عبدالرحمٰن خان صاحب کو ہمہ وقت آپ منہمک و مصروف پائیں گے۔ آپ پوچھیں چوبیس گھنٹے کیا کرتے ہیں تو یہی کہا جا سکتا ہے۔ جو شائد غالب نے انہی کے لئے کہا تھا ؎

مانع دشت نوردی کوئی تدبیر نہیں
ایک چکر ہے میرے پاؤں میں زنجیر نہیں

ایک لگن ہے۔ ایک دھن ہے۔ بس کام! کام!! اور کام!!! کبھی کچہری میں کبھی اپنے پریس میں۔ کبھی عالمی ادارہ میں۔ بعد مغرب ذاتی کتب خانہ میں۔ کئی مرتبہ میں سوچتا رہا کہ مولوی اسمٰعیل میرٹھی نے سو سال پہلے اپنی ایک نظم "پن چکی" میں لکھا تھا جو میں نے چالیس بیالیس سال پیشتر پڑھا تھا کہ ؎

Marfat.com

نہر پر چل رہی ہے پن چکی　　کام کی پوری۔ دھن کی پکی

منشی صاحب نہر پر تو نہیں چلتے مگر چکی کی طرح دھن کے مزدور پکے ہیں۔ جس کا منہ بولتا ثبوت آپ کی چالیس کے قریب گراں مایہ تصنیفات و تالیفات ہیں۔ منشی صاحب کو بہت سے قارئین نے بچشم خود تو نہیں دیکھا ہوگا۔ مگر بچشم خود پڑھا ضرور ہوگا۔ غالباً دیکھنے کی تمنا بھی کرتے ہوں گے۔ مگر دیکھنے سے پہلے یہ اشعار پڑھ لیں۔

وضع دیکھو تو قاطع حکمت — اسکی گفتار میں علوم و فنون

لائق تحسین اس کا ہر انداز — قابلِ داد اس کا ہر مضمون

اگر آپ کبھی قسمت سے منشی صاحب سے ملاقات کا وقت دریافت کر لیں تو فوراً جواب ملے گا۔ رات کے دو بجے سے صبح پانچ بجے کے درمیان میں اپنے دارالتصنیف میں موجود ہوتا ہوں۔ آپ ہکا بکا رہ جائیں گے۔ آپ کی مرضی آپ ملاقات کے لئے جائیں یا نہیں۔ مگر منشی صاحب یہی بتائیں گے ؎

"واقف ہو اگر لذتِ بیداریِ شب سے
اونچی ہے ثریا سے بھی یہ خاکِ پراسرار"

دنیا میں جس قدر اخلاقی خرابیاں دریافت ہوئی ہیں۔ ان میں فرقہ بندی سے اسلام کو جس قدر نقصان پہنچا ہے۔ ان کا شمارہ دائرہ حساب میں آنے سے قاصر ہے۔ حضرت علیؓ ابن ابی طالب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی آغوشِ رسالت میں پلے بڑھے جن کے بارے میں خود حضورؐ نے فرمایا کہ "میں علم کا شہر ہوں اور علی اسکا دروازہ ہے"۔ اسی عظیم داعیِ انسانیت حضرت علی المرتضیٰ کے افعال و کردار ہمارے لئے مشعلِ راہ ہیں۔ لامحالہ ہمیں دیکھنا پڑے گا کہ انہوں نے اپنے پیروں اور عقیدت مندوں کے سامنے

Marfat.com

کونسا نمونۂ تعلیم پیش کیا۔ ان کی زبان کے ایک ایک لفظ۔ ان کی حرکات و سکنات کی ایک ایک ادا۔ ان کے رخِ زیبا کے خدوخال کو زمانہ کی تاریخوں اور اہلِ دل نے اپنے نہاں خانوں میں محفوظ کر رکھا ہے۔ مگر ہمیں تاریخ کے کسی گوشہ میں۔ ان کے دہن مبارک سے کبھی شکوہ۔ دشنام۔ سب و شتم کے الفاظ کہیں نہیں ملتے۔ افسوس ہے کہ ہم (وہ لوگ جو) ان کے پیروکار اور محبانِ علی ہونے کا دعویٰ رکھتے ہیں بغض و عناد۔ عذاب تفرقہ تفریقِ ملت میں پیش پیش نظر آتے ہیں اور اس پر بھی ہم علیؓ کے اسوہ کا دم بھرتے ہیں۔ کیا علیؓ المرتضیٰ کی خدمتِ اقدس میں ہم یہی عقیدت کا نذرانہ پیش کر کے اپنی وسیع الظرفی اور وسعت قلبی کا ثبوت دیتے ہیں؟

منشی صاحب نے باہمی تفرقوں کے بڑھتے ہوئے رجحانات اور ان کے اسباب و علل کا کمال خوش اسلوبی سے تجزیہ کیا ہے۔ آپ کی تحریر میں ناصحانہ انداز نہیں ہے بلکہ مجموعی طور پر فکر کی سنجیدگی۔ دلائل کی کاٹ۔ اسلوب کا تیکھا پن۔ خلوص اور درد مظہر ہے۔ جہاں ضرورت پیش آئی ہے۔ قرآنِ کریم۔ بانیِ اسلامؐ کے فرمودات۔ اسلام کے اوامر و نواہی اور ان کے علاوہ خلفائے راشدین کی سیرتوں کے سبق آموز پہلو بھی اس کتاب کے جزو نظر آتے ہیں۔ جو عملی زندگیوں میں مشعلِ راہ ہیں۔ قارئین کی افادیت اور دلچسپی کے لئے چیدہ چیدہ احادیث و واقعات، روایات، تاریخ اور ان کے مستند حوالہ جات منفرد حیثیت رکھتے ہیں۔

صحابہ کبارؓ کی نجی زندگیوں کے بعض وہ پہلو جو عام طور پر لوگوں کی نظروں سے مستور رہے ہیں۔ خاص طور پر بقدرِ ضرورت بغرض اصلاحِ قارئین سپردِ قلم کرنے میں قطعاً گریز نہیں کیا گیا ہے۔ بعض اوقات مختلف مکتبۂ فکر کے احباب جب آپس میں

Marfat.com

مل بیٹھتے ہیں ۔ تو احساسات و جذبات کے پاس لحاظ سے ان موضوعات پر گفتگو سے کتراتے ہیں ۔ منشی صاحب نے اس کتاب کی غرض و غایت میں خصوصاً اس بات کو ملحوظ رکھا ہے کہ ان راہوں کو استوار کیا جائے ۔ جن سے لوگوں کے دلوں سے دیرینہ کینہ و نفرت اور اندیشوں کی دیواریں منہدم ہو جائیں ۔ جو صرف فرسودہ رسم و رواج داذ کار مجلس سے متاثر ہو کر مَن و تُو کے بے نتیجہ جھگڑوں میں ملوث ہوتے ہیں ۔ ان حالات میں طبیعت بدگمانی اور تکدر کا اثر قبول کئے بغیر نہیں رہ سکتی ۔ اس قسم کے واقعات سے کراہت و شدت طرز کلام و حرکات سکنات میں ظاہر ہوتی ہے جبکہ قرآن پاک نے واضح الفاظ میں بتا دیا ہے ۔ " وشاورھم فی الامر "

اس معاملہ میں انتباہ کیا جاتا ہے اور اس کا اقتضا صرف یہ ہے کہ باہمی مشاورت سے علم و بصیرت کے مطابق اہلِ امر سے مشورہ طلب کرتے رہو ۔ تاکہ لوگوں کے دلوں میں گرہ نہ پڑ جائے ۔ کیونکہ لوگ اس سے نفاق و تفرقہ کے شکار ہوتے ہیں ۔ منشی عبدالرحمٰن خان صاحب کی کوشش تو صرف ان کے لئے ہے جو جستجوئے راہِ حق میں سرگرداں ہوں ۔ ورنہ " مرد ناداں پر کلامِ نرم و نازک بے اثر " کے مصداق یہ بات منشی صاحب کے دائرہ اختیار سے باہر ہے کہ ہر قاری اسکی افادیت سے مطمئن ہے یا نہیں ۔ یا اسے یہ اندازِ فکر پسند آیا یا نہیں ؟ لیکن اس بات سے شاید ہی کسی کو انکار ہوگا کہ لوگوں کے جذبات ۔ خیالات لاشعوری طور کشاکشِ حالات سے راہِ فرار کے خواہاں ہیں اور اس سے پناہ افتراق و نفاق میں نہیں بلکہ فروتنی و اتفاق میں مضمر ہے ۔ خدا کرے منشی صاحب کی یہ کتاب جو امتِ مسلمہ کی شیرازہ بندی کیلئے تحریر کی گئی ہے ، نشانِ راہ ثابت ہو ۔ آمین !

۱۷ ر اپریل ۱۹۷۸ء

سید زاہد علی واسطی

Marfat.com

سوزِ درول

مجبوریوں پہ اشک بہانا کبھی کبھی
اس کے بغیر کیا ہے میرے اختیار میں

انسان اور شیطان کی معرکہ آرائی اور خیر و شر کی رسہ کشی روزِ اوّل سے جاری ہے اور تا ابد جاری رہے گی۔ اس کے اثرات سے بچنے کے لئے کتبِ سماوی کا نزول ہوا اور انبیاءؑ، آئمہ اور اولیاء اللہ کا ورود ہوتا رہا۔ جو سب کے سب قرآنی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی تاکید و تلقین فرماتے رہے۔ تاکہ انسان شیطان کے مکر و فریب سے بچا رہے اور دنیا و آخرت میں فوز و فلاح پائے۔ شیطان بھی ساتھ ساتھ گھات میں لگا رہا اور انسان کو نیکی کی راہ سے بدی کی دلدل میں پھنساتا رہا۔ قبل از اسلام تو اس نے انسان کو توحید کی صراطِ مستقیم سے بھٹکانے کے لئے، اس میں بت پرستی کا شوق پیدا کر دیا۔ اور ہر ہر قبیلہ نے اپنے لئے حسبِ پسند نئے نئے بت تراش لئے اور ان کی عبادت کرنے لگے۔ نزولِ قرآن اور ورودِ صاحبِ قرآنؐ کے بعد شیطان نے جب دیکھا کہ اب بت پرستی کی جگہ بت شکنی نے لے لی ہے۔ تو اس نے انسان کی ضلالت و گمراہی کے لئے جو نئی نئی راہیں نکالیں۔ ان میں ایک فرقہ پرستی بھی تھی۔ شیطان اور اس کی ذریات کا شروع سے یہ دستور رہا ہے کہ جس بات سے خدا تعالیٰ نے منع کیا ہے۔ انسان کو اسکا عادی و خوگر بنا دیا جائے۔ کیونکہ اس برائی سے بڑھ کر اور کوئی برائی نہیں ہو سکتی۔ جس کی حق تعالیٰ نے خود نشاندہی کر دی ہو۔

حق تعالیٰ کی طرف سے ہمیں یہ حکم ملا تھا کہ:-

Marfat.com

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا (آل عمران ۴/۳) آیت ۱۰۳

سب مل کر اللہ کی رسی کو تھامے رہو اور باہم تفرقہ نہ ڈالو۔

کیونکہ پہلی کئی قومیں عذابِ تفرقہ میں مبتلا رہ چکی ہیں۔ حالانکہ ان کے پاس رشد و ہدایت پہنچ چکی تھی۔ جسے انہوں نے پس پشت ڈال دیا۔ شیطان کی راہ اختیار کر لی اور قابلِ عبرت انجام کو پہنچیں۔ اسی لئے مذکور الصدر آیتِ کریمہ کے متصل ہی ہمیں بالفاظ ذیل اسطرف توجہ دلائی گئی۔

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَیِّنٰتُ ؕ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ (آل عمران ۴/۳) آیت ۱۰۵

اور تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا۔ جنہوں نے واضح احکام پہنچ جانے کے بعد باہم تفریق کر لی اور اختلاف کرنے لگے۔ ان لوگوں کے لئے سزائے عظیم ہے۔

یعنی جنہوں نے ازراہِ نفسانیت و شرارت واضح احکام و مسائل میں اختلاف کر کے وحدتِ دینی کو پارہ پارہ کر دیا اور الگ الگ فرقے بنا لئے۔ جو روحِ اسلام کے منافی ہیں۔ اسلئے حق تعالیٰ نے ایسے انتشار پسندوں سے خود نپٹنے کا اعلان کر دیا۔

اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ وَكَانُوْا شِیَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِیْ شَیْءٍ ؕ اِنَّمَآ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ یُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَفْعَلُوْنَ ۝ (الانعام ۸/۶) آیت ۱۵۹

جن لوگوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کیا۔ اور گروہ گروہ ہو گئے۔ آپ پر ان کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ ان کا معاملہ بس اللہ کے حوالے ہے۔ پھر وہی انہیں جتلا دے گا۔ جو کچھ وہ کرتے رہے۔

اس ربانی چیلنج کے باوجود آفتابِ نبوت کے غروب ہوتے ہی یہودیوں

Marfat.com

مرتدوں۔ ملحدوں۔ منافقوں۔ مشرکوں اور سبائیوں نے مختلف حیلوں، بہانوں سے امتِ مسلمہ میں فرقہ پرستی کا بیج بونا شروع کر دیا اور لوگوں کی حضرت علی المرتضیٰ رضؓ سے محبت و عقیدت کی آڑ میں یہ پروپاگنڈا شروع کر دیا کہ اصحاب ثلاثہ نے حضرت علیؓ اور اہلِ بیت کے حقوق غصب کر لئے ہیں۔ حالانکہ حضرت علیؓ نے نہ کبھی اس امر کا دعویٰ کیا اور نہ اپنے عہدِ خلافت میں ان کی بازیابی کے لئے کوئی قدم اٹھایا۔ دشمنانِ اسلام نے یہ زہر اتنی چابکدستی سے پھیلایا کہ وہ آج تک اپنا اثر دکھا رہا ہے اور ان کے پیرو جلوت وخلوت میں علانیہ اصحاب ثلاثہ پر سب وشتم کے تیر برساتے رہے ہیں۔ اسطرح وہ نہ صرف سوادِ اعظم کی دلآزاری کے مرتکب ہوتے ہیں۔ بلکہ خدا ورسولؐ کو بھی اذیت پہنچاتے ہیں۔ اور خود حضرت علی المرتضیٰ رضؓ کی نافرمانی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ جنہوں نے اپنے محبوں کو بتا دیا فرمایا تھا کہ :-

" خداوندِ عالم نے اس امت پر احسان کیا تھا کہ ان میں اتحاد کی رسی میں گرہیں لگا رکھی تھیں۔ اسی (اتحاد) کے سایے میں آتے جاتے تھے اور اسی کی پناہ میں آرام کرتے تھے۔ یہ ایسی نعمت تھی۔ جس کی قیمت دنیا میں کسی کو معلوم نہ تھی۔ وہ نعمتِ اتحاد و اسلام ہر قیمت سے زیادہ اور ہر بڑے درجہ سے بلند تھی۔

اب تم نے فرمانبرداری کی رسی سے ہاتھ اٹھا لئے۔ اُلفت ختم ہو گئی دلوں میں اور کلمے میں اتفاق نہ رہا۔ فرقہ فرقہ ہو گئے اور آپس میں لڑ لڑ کر اِدھر اُدھر پھیل گئے۔ جس کی وجہ سے اللہ نے اپنی دی ہوئی عزت کا لباس چھین لیا اور اپنی نعمتوں کی فراوانی روک لی" (نہج البلاغہ صہ ۲۹۶۔۲۹۷)

Marfat.com

پاکستان میں محبان علیؓ کا کلمہ تو پہلے ہی الگ تھا۔ اب دونوں جماعتوں کے نصابِ تعلیم بھی الگ الگ کرکے فرقہ بندی کی سطح خسروان سے مزید حوصلہ افزائی کی گئی ہے۔

سبائی مشنریوں کی غلط بیانوں سے تاریخیں بھری پڑی ہیں۔ اسلام دشمنی کے تحت، ملحدین، منافقین اور مستشرقین نے ان کو ہوا دینے اور اچھالنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ لیکن اگر تعصب اور بغض وعناد کی عینک اتار کر، ان کا قرآن و حدیث اور خود حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے قول و کردار کی روشنی میں جائزہ لیا جائے تو ان کے غلط اور گمراہ کن پروپاگنڈا کی قلعی کھل جاتی ہے۔

اگر بغرض بحث چند لمحوں کے لئے یہ تسلیم کرلیا جائے کہ حضرت علیؓ یا اہلِ بیت کی حق تلفی ہوئی تھی تو فوراً یہ سوال ابھر کر سامنے آجاتے ہیں کہ:-

(۱) جن کا معاملہ احکم الحاکمین کے پیش ہو چکا ہے اور جن کے روبرو خود صاحبِ معاملہ بھی اپنا فیصلہ سننے کے لئے حاضر ہو چکے ہیں۔ ان کے معاملہ میں ہمیں حَکَم بننے کا کیسے حق پہنچتا ہے؟

(۲) اصحابِ ثلاثہ کو جو مغلظات سنائی جاتی ہیں۔ کیا ایسا کرنے سے امیر علیہ السلام کی حق تلفی کا ازالہ ہو جائے گا؟

(۳) کیا مذہب، اخلاق۔ شرافت اور انسانیت دوسروں کو گالیاں دینے کی اجازت دیتی ہے؟

(۴) کیا حضرت علیؓ بھی اپنے مخالفین و معاندین کی سب و شتم سے تواضع کیا کرتے تھے؟

حضرت علیؓ کی سیرت طیبہ ان سب سوالوں کا جواب نفی میں دیتی ہے۔

Marfat.com

حضرت علیؓ نہ خود کسی کو گالی دیتے تھے اور نہ گالی دینے کو اچھا سمجھتے تھے بلکہ فرماتے تھے کہ:-

"میں تمہارے لئے اس امر کو برا سمجھتا ہوں کہ تم گالیاں دینے والے بن جاؤ"۔

(نہج البلاغہ اردو ۴۴۲ - عربی ۴۴۶)

علاوہ ازیں آپ فرقہ بندی سے بھی بچنے کی تاکید فرماتے رہتے تھے۔ آپ کا ارشاد ہے کہ:-

"خبردار تم خود کو دین میں فرقہ بندی سے دور رکھو۔ کیونکہ برسرِ حق جماعت جسے تم مکروہ سمجھ رہے ہو۔ بہتر ہے باطل فرقہ بندی سے، جسے تم پسند کرتے ہو۔ بیشک پروردگار عالم نے اگلوں اور پچھلوں میں سے کسی (فرقہ پرست) کو بہتری نہیں بخشی"۔ (ایضاً اردو ۲۰۲ - عربی ۲۵۱)

اتنے واضح، واشگاف اعلانات کے باوجود محبان علیؓ کا ان کو پرکاہ جتنی وقعت نہ دینا اور علانیہ ان کی مخالفت کرنا، امیر علیہ السلامؓ کی نافرمانی ہے۔ جس سے توہین کا پہلو نکلتا ہے۔

یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ حضرت علیؓ کے تعلقات اصحابِ ثلاثہ سے نہایت مخلصانہ، دوستانہ اور خیرخواہانہ تھے۔ دونوں ایک دوسرے کا بڑا ادب و احترام کرتے تھے۔ ان کے دلوں میں کدورت، بغض و عناد کا شائبہ تک نہ تھا۔ جسے غیر متعصب شیعہ مورخین بھی تسلیم کرتے ہیں۔ ان کے باہمی تعلقات کی یہی خوشگواری اتحاد بین المسلمین کی داعی تھی۔ جس کی اس فرقہ پرور دور میں اشد ضرورت ہے۔ اس لئے اس کتاب کو صرف ان حضرات کے باہمی خوشگوار تعلقات تک ہی محدود

Marfat.com

رکھا گیا ہے۔ جو راہِ ہدایت کی نشاندہی کرتے ہیں۔

مجھے امید ہے کہ اگر نیک نیتی کے ساتھ اس کتاب کا مطالعہ کیا جائے اور متذکرہ بالا ارشادات کو خلوصِ نیت کے ساتھ عملی جامہ پہنایا جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ ہمارا اختلاف و افتراق محبت و مروت میں نہ بدل جائے۔

حضرت علی المرتضیٰؓ نے ایسے ہی افرادِ امت کو اپنے ایک خطبہ میں یوں دعا دی ہے۔

"خدا اس شخص پر رحم فرمائے۔ جس نے دانائی کی بات سنی اور مان لی۔ جب راہِ راست کی طرف بلایا گیا تو اس کے قریب آ گیا۔ ہادیٔ راہؑ کا دامن تھاما اور نجات پا گیا۔ جس نے اشارۂ قدرت کا خیال رکھا اور اپنے گناہوں سے ڈرتا رہا۔ جس نے اپنے (بے ریا و نمود) خالص عمل کو (موت سے پہلے اللہ کے حضور) بھیج دیا۔ جس نے اپنے کردار کو نیک اور شائستہ رکھا۔ جس نے نیک کام کئے اور صرف انہی چیزوں کو حاصل کیا جو آخرت میں ذخیرہ بن سکیں اور ان چیزوں سے دور رہا۔ جن سے پرہیز واجب ہے۔

جس نے اغراضِ دنیا کے عوض متاعِ آخرت حاصل کر لی۔ جو خواہشوں پر غالب آیا اور اسکی تمنا کو غلط سمجھا۔" (نہج البلاغہ صہ ۲۸۲)

چہلیک۔ ملتان
۱۰، مارچ ۱۹۷۷ء

احقر العباد
منشی عبدالرحمٰن خان

Marfat.com

ارشادِ نبوی

کلمة الحکمة ضالة المومن

"دانشمندی کی بات مومن کی متاعِ گم گشتہ ہے۔ جہاں سے میسر ہو آگے بڑھ کر اپنا لے۔"

اگر آپ اس نقطۂ نگاہ سے آئندہ صفحات کا مطالعہ کریں گے تو بہت سی ایسی مفید باتیں آپ کے علم میں آجائیں گی جنکو اپنا کر آپ اپنی دنیا و آخرت سنوار سکتے ہیں۔

صحابۂ کبارؓ کی رشتہ داریاں

مسلمان نما یہودیوں۔ سبائیوں اور منافقوں نے مسلمانوں میں تشتت و افتراق اور بغض و عناد پھیلانے کی جو مہم چلائی۔ اس کے ذریعہ سب سے زیادہ زہر اصحاب ثلاثہ۔ امیر معاویہؓ اور حضرت عائشہؓ کے خلاف پھیلایا گیا۔ انہیں ظالم۔ غاصب قرار دیا گیا اور ہر قسم کی دشنام طرازی روا رکھی گئی۔ تقیہ چونکہ ان کے مذہب میں جائز ہے۔ اس لئے انہوں نے ان قریبی رشتہ داریوں سے بھی انکار کر دیا۔ جو متذکرہ بالا صحابۂ کبارؓ اور حضرت علیؓ اور دیگر اہل بیت کے درمیان تھیں۔ حالانکہ انہی رشتہ داریوں کی وجہ سے متذکرہ بالا اکابرین امت کے درمیان گہرا رشتہ محبت و مودت استوار تھا اور ان کے مابین کسی قسم کا اختلاف۔ بغض۔ عناد نام کو نہ تھا۔ مندرجہ ذیل شجرہ ہائے نسب ان کی قریبی رشتہ داریوں کا شاہدِ عدل ہے:۔
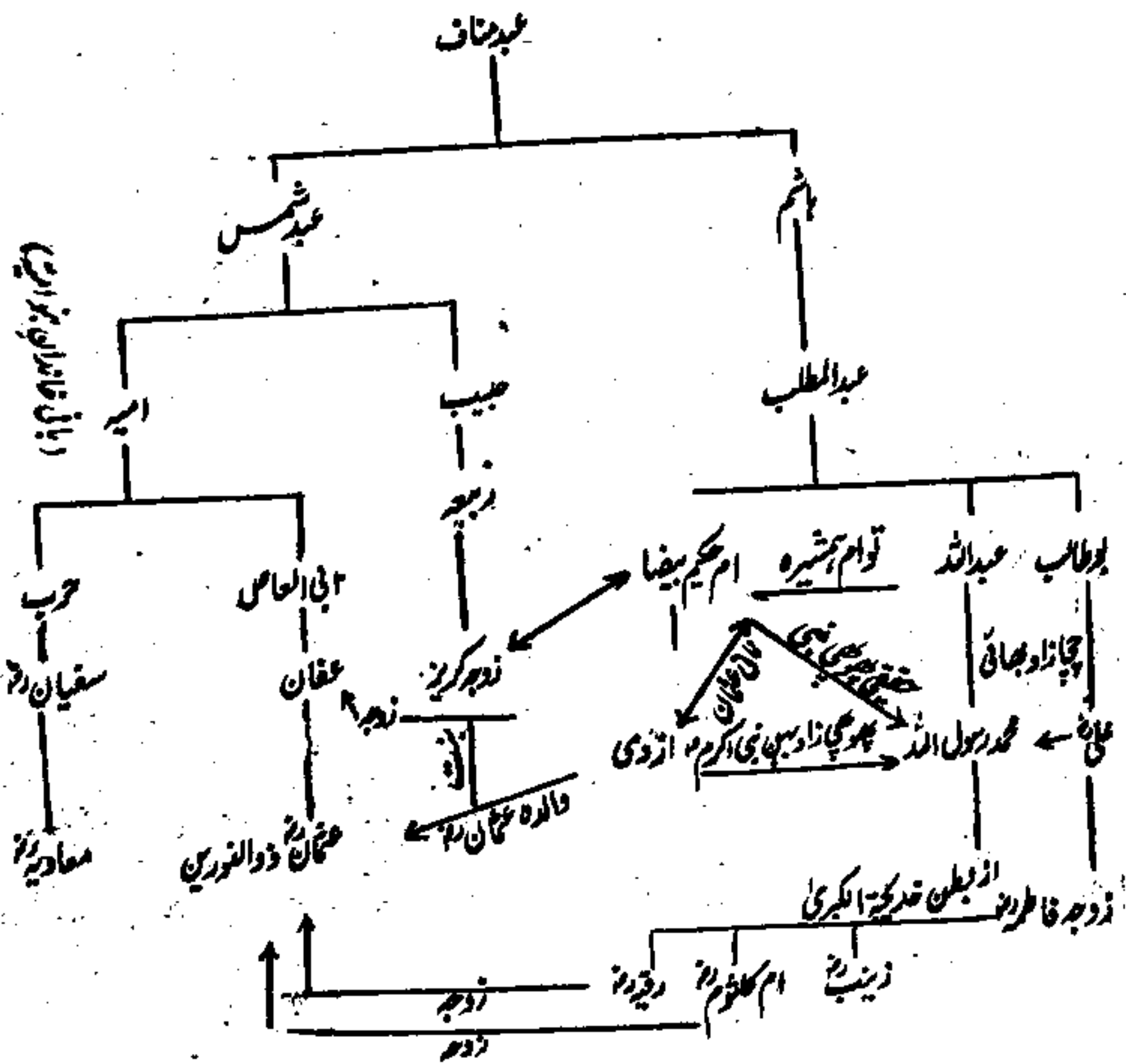
Marfat.com

١٨
شجرۂ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
عبد مناف
ہاشم
عبد شمس
عبد المطلب
حبیب
امیہ
ربیعہ
ابو طالب
عبد اللہ
توام ہمشیرہ
ام حکیم بیضا
حرب
ابی العاص
عفان
سفیان رض
زوجہ کریز
چچازاد بھائی
علی رض
محمد رسول اللہ
پھوپھی زاد بہن نبی اکرم
والدہ عثمان رض
معاویہ رض
عثمان رض ذوالنورین
زوجہ فاطمہ رض
از بطن خدیجۃ الکبریٰ
زینب رض
ام کلثوم رض
رقیہ رض
زوجہ
زوجہ

Marfat.com

شجرۂ اہل بیتِ نبویؐ
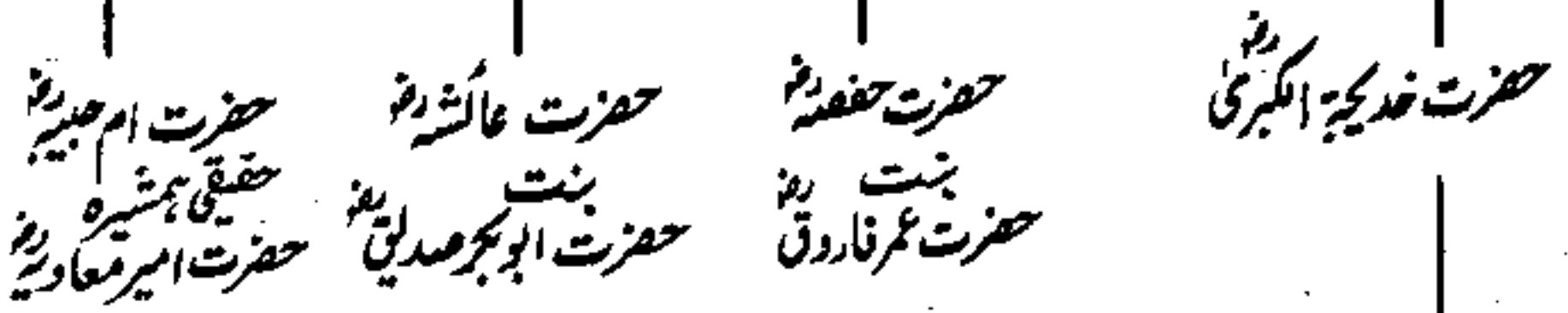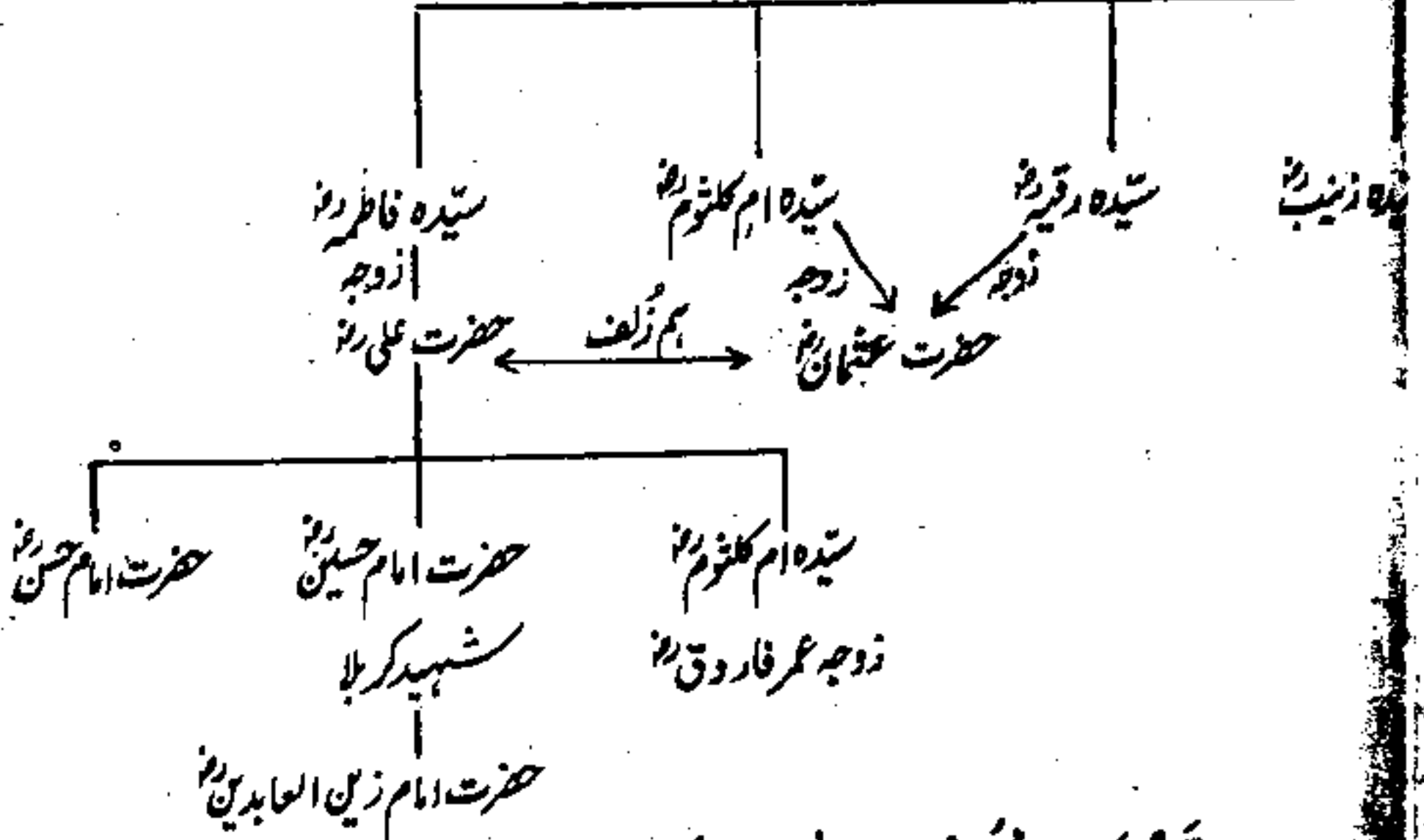
نوٹ :- اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ وَاَزْوَاجُہٗ اُمَّھٰتُھُمْ (قرآن حکیم)
اس سے ظاہر ہے کہ صحابہ کرامؓ کی نسبت اُمہات المومنین کو نبی کریمؐ کی محبت کی وجہ ہر طرح فضیلت ہے۔

Marfat.com

مراسم و روابط متذکرہ بالا شجرہ ہائے نسب، جن کو بعض شیعہ حضرات نے اپنی کتابوں میں تسلیم کیا ہے۔ اس بات کے شاہدِ عدل ہیں کہ:۔

(۱) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت علیؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت معاویہؓ اپنے جدِ امجد مناف کی چوتھی اور پانچویں پشت میں علی الترتیب ہم نسب ہیں۔

(۲) سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک نہیں، دو دختران ام کلثومؓ اور رقیہؓ از روئے وحی حضرت عثمان غنیؓ کے عقد مبارک میں آئیں اور آپ کی تیسری دختر سیدہ فاطمہؓ کا حضرت علیؓ سے نکاح ہوا اور ان کی زوجہ محترمہ ٹھہریں۔ اسطرح حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ آپس میں ہم زلف تھے۔

(۳) اُمہاتُ المؤمنین میں سے دوسرے نمبر پر حضرت فاروقؓ کی دختر حضرت حفصہؓ، تیسرے نمبر پر حضرت ابوبکرؓ کی صاحبزادی حضرت عائشہؓ اور چوتھے نمبر پر حضرت معاویہؓ کی حقیقی ہمشیرہ حضرت اُمِ حبیبہؓ حضور نبی کریم کے سلسلہ ازواج میں آئیں۔

(۴) حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کا رشتہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ نے کرایا اور وہی اس نکاح کے گواہ تھے۔

(۵) حضرت علیؓ نے اپنی دختر اور حضرت امام حسنؓ اور حسینؓ کی حقیقی ہمشیرہ سیدہ اُمِ کلثومؓ حضرت عمر فاروقؓ کے نکاح میں دیدی۔ اسطرح حضرت عمر فاروقؓ کا رشتۂ مصاہرات بنتِ علیؓ کے خاندانِ نبوت سے ہو گیا (فروع کافی جلد دوم صفحہ ۱۴۱، ۱۱)

(۶) حضرت عثمانؓ کی والدہ اروی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی پھوپھی زاد بہن ہیں۔ حضورؐ کے والد ماجد اور حضرت عثمانؓ کی نانی محترمہ اُمِ حکیم بیضا جڑوے، حقیقی بہن بھائی ہیں۔

Marfat.com

فضیلت و فوقیت ان اکابرین کی باہمی محبت و یگانگت اور ادب و احترام میں ان رشتہ داریوں کا بہت بڑا عمل دخل تھا۔ ان رشتہ داریوں کی وجہ سے ان اکابرین کا درجہ فضیلت، دوسرے صحابہ کرام پر فوقیت رکھتا ہے۔ جس کی تائید مندرجہ ذیل مسلمہ حقائق سے ہوتی ہے:۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ۳۲ برس کے تھے کہ اسلام کا ظہور ہوا۔ اور اپنے گہرے دوست حضرت ابوبکر صدیقؓ کی تحریک و تبلیغ سے مسلمان ہوئے۔ اسلام لانے کے تھوڑے عرصہ بعد ہی حضرت نبی کریمؐ نے ان کی پرہیزگاری۔ تقویٰ اور پاکیزہ عادات کو دیکھ کر اپنی پیاری بیٹی سیدہ رقیہؓ کی شادی آپ سے کر دی۔

جب سیدہ رقیہ وفات پاگئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی الٰہی کی بنا پر اپنی بیٹی سیدہ اُمِ کلثومؓ کا نکاح بھی آپ سے کر دیا۔ اسلئے آپ کا لقب ذوالنورینؓ ہو گیا۔

عیاشی راوی ہے کہ حضرت امام جعفر صادقؓ سے لوگوں نے پوچھا کہ کیا حضورؐ نے اپنی صاحبزادی حضرت عثمانؓ کے نکاح میں دیدی تھی۔ حضرت جعفر صادق نے فرمایا۔ "ہاں دی تھی"۔ (حیات القلوب جلد دوم صہ ۵۶۳۔ ملا باقر مجلسی)

مہلبؒ بن ابی صفرہ نے صحابہ کرام سے سوال کیا کہ :-

"تم عثمانؓ کے حق میں یہ کس بنا پر کہتے ہو کہ وہ سب سے اعلیٰ و بلند ہیں؟ تو صحابہ کرامؓ نے جواب دیا کہ اولین و آخرین میں سے کسی نے بھی نبی کی دو بیٹیوں سے شادی نہیں کی"۔

(رواہ ابن عساکر۔ البدایۃ والنہایۃ جلد ۷ صہ ۲۱۲)

ین اور

Marfat.com

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ:۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ سے فرمایا۔ قسم ہے اس ذات کی، جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر میری سو بیٹیاں ہوتیں اور ایک کے بعد ایک مرجاتی تو میں دوسری تیرے نکاح میں دیدیتا۔ یہاں تک کہ سو میں سے ایک بھی باقی نہ رہ جاتی" (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ)

ایام محاصرہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمانؓ سے خطاب کرتے ہوئے دیگر باتوں کے علاوہ یہ بھی فرمایا کہ:۔

"آپ رسول اللہؐ کی صحبت میں رہے۔ جیسے ہم رہے اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی عملِ حق میں آپ سے اولیٰ نہ تھے۔ آپ کو ان دونوں سے بڑھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا داماد ہونے کی عزت حاصل ہے۔ جو ان دونوں کو نہ تھی۔" (نہج البلاغہ صہ ۱۳۵۔ مطبوعہ تبریز ۱۲۶۷ھ)

حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے صاحبزادے محمد بن ابوبکرؓ کو اپنی گود میں لے لیا اور ان کی بہترین طریق سے پرورش و کفالت کی۔ تاکہ وہ آئندہ بڑی بڑی ذمہ داریاں سنبھالنے کے قابل ہو جائے۔

(علی۔ شخصیت و کردار صہ ۲۲۵)

مصاہرات و قرابت

رشتہ داریوں کا یہ سلسلہ جنگ جمل۔ جنگ صفین اور حادثہ کربلا کے بعد منقطع نہ ہوا۔ بلکہ برابر جاری رہا کیونکہ بنی ہاشم اور بنی امیہ دو حقیقی بھائیوں کی اولاد ہیں۔ ہاشم اور عبدالشمس (والد امیہ) کے زمانہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت

87270

Marfat.com

تک کوئی نوّے برس سے زیادہ مدت نہ گزری تھی اور اس تمام مدت کے دوران ان ہی دونوں خاندانوں میں برابر تعلقات مصاہرت اور رشتۂ قرابت ہوتے رہے اور بعثت کے بعد حتیٰ کہ صفین اور کربلا کی خانہ جنگیوں کے بعد بھی برابر یہ رشتے قائم و برقرار رہے اور بڑھے۔

بعد واقعہ صفین و کربلا فاطمہ بنت الحسین بن علی کا عقد ثانی عبداللہ بن عمر بن عثمان بن عفان سے ہوا۔ جن کے بطن سے جناب حسین کے اموی نواسہ محمد بن عبداللہ بن عثمان تھے۔ جو اپنے اخیافی بھتیجوں محمد المہدی اور ابراہیم ابنائے عبداللہ المحض حسنی کے تعلقات کی وجہ سے گرفتار ہو کر مارے گئے زید بن حسن بن علی بن ابی طالب کی صاحبزادی نفیسہ خاندان بنی امیہ میں سے خلیفہ ولید بن عبدالملک کو بیاہی گئیں۔ اسی ولید بن عبدالملک کی والدہ عبداللہ بن جعفر طیار بن ابی طالب کی دختر تھیں۔ جناب سکینہ بنت الحسین بن علیؓ نے اپنا ایک نکاح حضرت عثمانؓ کے پوتے زید بن عمرو سے کیا تھا۔ ایک اور نکاح بھی ان کا اسی خاندان اموی میں اصبغ بن عبدالعزیز بن مروان سے ہوا تھا۔ مگر پھر تفریق ہو گئی تھی۔ اسی طرح اور بہت سے رشتے بنی ہاشم اور بنی امیہ میں ہوتے رہے۔ خاندانی شرف و اعزاز کیا زمانہ جاہلیت اور کیا اسلام، بنی امیہ کو ہمیشہ حاصل رہا۔ جیسے خود ابن ابی الحدید شرح نہج البلاغہ میں تسلیم کرتا ہے۔

(نہج البلاغہ تاریخ کی روشنی میں)

یہ حقائق اس بات کا مصدقہ و مسلّمہ ثبوت ہیں کہ جنگ جمل۔ جنگ صفین اور

Marfat.com

واقعہ کربلا کا وہ اثر بنو ہاشم و بنو امیہ نے نہ لیا جو سبائیوں نے افتراق بین المسلمین کی غرض سے پھیلایا اور جسکے لیے ان کی قریبی رشتہ داریوں کو عمداً چھپایا اور بعض نے اسکا صریحاً انکار کیا۔

اخفاء انکار بنو ہاشم و بنو امیہ کی قریبی رشتہ داریوں پر اس خوبی سے ارباب غرض نے پردہ ڈالا کہ امرائے وقت کو بھی حقیقت کا پتہ نہ چل سکا اور وہ سبائی پروپاگنڈا کے زیر اثر سب و شتم کرتے رہے۔ لیکن جب حقیقت کا انکشاف ہوا تو وہ نادم و تائب ہوئے۔ جسکی مندرجہ ذیل مثال ہی کافی ہو گی۔

سنہ ۳۳۴ھ سے لیکر سنہ ۳۵۶ھ تک بغداد میں غالی شیعوں کا طوطی بولتا رہا۔ جن کا حکمران بنی بویہ کا معز الدولہ بویہ تھا۔ اسی کے حکم سے سنہ ۳۵۲ھ میں ماتم حسینؓ کا آغاز ہوا۔ اس سے قبل کسی اسلامی ملک میں ماتم حسینؓ نہ منایا جاتا تھا۔ شیعہ مورخ جسٹس سید امیر علی لکھتے ہیں کہ:-

"معز الدولہ شیعہ تھا اور اسی نے کربلا کے حادثہ قتل کی یادگار کے طور سے ۱۰ محرم کو ماتم کا دن مقرر کیا اور اسکا ضابطہ بنایا۔ (۲) عید غدیر کے جشن کی بنیاد بھی اسی نے ڈالی۔ (۳) فضائل صحابہ کو مساجد میں بھی باآواز بلند بیان کرنے کی ممانعت کر دی گئی۔ اور دوسرے فرقہ کے نزدیک جو صحابہ مبغوض ہیں۔ تاہم بہ نام ان پر لعن کرنے کی روک ٹوک نہ تھی"۔

(P. 303 SHORT HISTORY OF SARACENS)

معز الدولہ کو آخر کار ________ کا مرض لاحق ہو گیا۔ اور اسی سے سنہ ۳۵۶ھ میں مر گیا۔ اسنے جب اس بات کا علم ہوا کہ اُم کلثوم جو

Marfat.com

حضرت فاطمہ رض بنت علی رض کے بطن سے تھیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ
کے عقد میں تھیں۔ تو وہ حیرت زدہ ہو کر کہتا تھا:۔

" واللہ ما سمعت بھذا قطه "

یعنی بخدا! میں نے یہ قطعاً نہیں سنا تھا۔ اس پر اس نے اپنے
عقیدہ سے توبہ کر لی۔ (نہج البلاغہ تاریخ کی روشنی میں)

حالانکہ حضرت اُم کلثوم کے نکاح ہمراہ حضرت عمر رض کا تذکرہ مشہور شیعہ
کتب کافی۔ شافی۔ تہذیب۔ نزہہ۔ شرائع۔ مسالک۔ مواعظ حسنیہ۔ مجالس
المومنین۔ ازالۃ الغین اور مصائب النواصب میں، آئمہ کرام کے بیانات کے
حوالوں سے موجود ہے۔ جن کے حوالہ جات پیش کرنے کے بعد یو۔ پی کے سادات
بارہہ کے ایک معزز شیعہ گھرانے کے نامور نواب محسن الملک سید مہدی علی خان منیر
جنگ اپنی مشہور کتاب " آیات بینات " میں لکھتے ہیں کہ:۔

" روایت نکاح اُم کلثوم شیعہ کی کتب احادیث، اخبار، فقہ اور
کلام میں اس کثرت سے مذکور ہیں کہ کسی طرح پر اس سے انکار نہیں
ہو سکتا۔ اور ایسی متواتر خبر کو کوئی جھٹلا نہیں سکتا کہ تاحیات حضرت
عمر رض، اُم کلثوم ان کے نکاح میں رہیں۔ ان سے زید بن عمر خطاب
ایک لڑکا پیدا ہوا۔ اور حضرت عمر کی وفات کے بعد حضرت اُم کلثوم
کا دوسرا نکاح محمد بن جعفر طیار سے ہوا " (آیات بینات صہ ۲-۱۹۲)

Marfat.com

مقامِ صحابہ کرامؓ

تاریخ اور قرآن

مسلمان اس لحاظ سے بہت خوش قسمت ہیں کہ انکے پاس حق و باطل کا قطعی معیار یعنی قرآن کریم موجود ہے۔ جس کی روشنی میں نہ صرف قدیم انبیاء و اقوام کے صحیح حالات آئینہ بن کر سامنے آجاتے ہیں۔ بلکہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے عہد اور صحابہ کرامؓ کے حالات۔ اخلاق اور کردار کی صحیح اور ناقابلِ تردید تصویر بھی سامنے آجاتی ہے۔ جس سے بہت سی ان تاریخی روایات کے صدق و کذب کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔ جو امتِ مسلمہ میں افتراق و انتشار پیدا کرنے کے لئے دشمنانِ اسلام نے تاریخی ذخائر میں زہر کی طرح ملا دی ہیں اور جن کے ذریعے امتِ مسلمہ میں بہت سے فتنے اور بہت سے فرقے پیدا کرنے میں وہ کامیاب ہو گئے ہیں۔ ان میں سرِ فہرست فتنۂ انکار حدیث۔ اور تبرّا بازی ہے۔ تبرّا بازی کا آغاز امیر معاویہؓ کے عہد میں ہوا اور سب سے پہلے اس کا نشانہ حضرت علیؓ کو بنایا گیا اور آپ پر دل کھول کر سب و شتم کے تیر برسائے گئے۔ اس کے بعد اس کا نزلہ اصحابِ ثلاثہ حضرت ابوبکر صدیقؓ۔ حضرت عمر فاروقؓ۔ حضرت عثمانِ غنیؓ اور حضرت معاویہؓ اور حضرت عائشہؓ پر گرا۔ جس کے نتیجہ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ۔ حضرت عائشہؓ اور حضرت معاویہؓ کے سوا مذکورہ بالا باقی ہر سہ اصحاب کو اشقیاء کے ہاتھوں جامِ شہادت نوش کرنا پڑا۔

Marfat.com

شہادتِ قرآن یہ اربابِ عظمت و فضیلت اس جماعت صحابہ سے تعلق رکھتے تھے۔ جن کے تقدس اور صداقت کی خود قرآن شہادت دے رہا ہے اور دنیا و آخرت میں ان کے صحیح مقام کی نشاندہی کر رہا ہے۔

۱۔ قرآنِ کریم میں بلا تخصیص یا تفریق صحابۂ کرامؓ کو بہترین جماعت قرار دیا گیا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے کہ:۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ط (آل عمران ع ۱۲) آیت ۱۱۰	تم بہترین جماعت ہو۔ جو لوگوں کے نفع کے لئے ظاہر ہوئی۔ امر معروف اور نہی منکر کا فریضہ انجام دیتے ہو اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ تمہارا روحانی رشتہ ہے۔

قرآنِ کریم میں جماعتِ صحابہ کے متعلق دوسری جگہ یہ ارشادِ ربانی موجود ہے کہ۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ۔ (البقرہ پ ۲ ع ۱) آیت ۱۴۳	ہم نے تم کو ایک ایسی جماعت بنا دیا ہے۔ جو (ہر لحاظ سے) نہایت اعتدال پر ہے۔ تاکہ تم (مخالف) لوگوں کے مقابلہ میں گواہ رہو۔

ان آیاتِ کریمہ میں کوئی انفرادی تخصیص نہیں کی گئی۔ بلکہ پوری جماعتِ صحابہؓ کو عدل و اعتدال کی راہ پر گامزن ہونے کی قرآن میں خود حق تعالیٰ نے شہادت دیدی ہے۔ جس کے بعد کسی فردِ بشر کو ان کے خلاف زبان درازی کا حق نہیں پہنچتا۔ دنیا تو الگ رہی۔ آخرت میں بھی حق تعالیٰ نے بلا تخصیص ان صحابۂ کرامؓ کے متعلق اس امر کی ضمانت دیدی ہے:۔

يَوْمَ لَا يُخْزِى اللّٰهُ النَّبِىَّ وَالَّذِيْنَ	جس دن کہ اللہ تعالیٰ نبی کریمؐ کو اور

Marfat.com

اٰمَنُوْا مَعَهٗ ج (التحریم پ۲۸) آیت ۸ — جو مسلمان ان کے ساتھ ہیں، ان کو رسوا نہیں کرے گا۔

ان ارشاداتِ ربانی سے یہ امر روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ حضور نبی کریم کے ساتھی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم افضل الخلائق ہیں اور کوئی دوسرا ان سے افضل نہیں۔ اسی لئے جب ابراہیم بن سعید جوہری نے حضرت ابو امامہ سے دریافت کیا کہ حضرت معاویہؓ اور عمر بن عبدالعزیزؒ میں سے کون افضل ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ:-

لا نعدل باصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم احداً۔ (الروضۃ الندیہ) — ہم اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے۔ افضل ہونا تو کجا۔

خصوصیاتِ صحابہؓ

نیکیوں کی طرف بلانے اور برائیوں سے روکنے کے فریضہ کی ادائیگی کے جرم میں صحابۂ کرامؓ کو نہ صرف ناقابلِ بیان اور ناقابلِ برداشت شدائد و مصائب کا شکار ہونا پڑا۔ بلکہ اربابِ غرض اور مفاد پرستوں کے سب و شتم۔ طعن و تشنیع کا نشانہ بھی بننا پڑا۔ کیونکہ جماعتِ صحابہ بیانِ قرآن کی رو سے مندرجہ ذیل خصوصیات کی حامل تھی:-

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ۔ (پارہ ۲۶ سورہ الفتح آیت ۲۹) — محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔ جو لوگ ان کے ساتھ ہیں۔ وہ کافروں کے ساتھ تو سخت ہیں اور آپس میں رحمدل۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جن ساتھیوں نے خوبی کے ساتھ اپنے قول و کردار سے خدا کا پیغام دوسروں تک پہنچایا۔ خلوص کے ساتھ نیکیوں کی تلقین کی اور

Marfat.com

برائیوں سے روکا۔ ان کے متعلق حق تعالےٰ نے مندرجہ ذیل الفاظ میں نہ صرف اظہار خوشنودی و رضا فرمایا۔ بلکہ انعام اخروی کا بھی اعلان فرما دیا کہ:۔

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝

پارہ ۱۱ سورہ توبہ آیہ ۱۰۰

جن لوگوں نے اسلام قبول کرنے میں سبقت حاصل کی۔ مہاجرین میں سے اور انصار میں سے بھی۔ اور جنہوں نے (خلوص کیساتھ) اس کی پیروی کی۔ خدا ان سے خوش ہوا اور یہ خدا سے خوش ہوئے۔ اللہ تعالےٰ نے ان کے لئے (جنت میں ایسے) باغ تیار کر رکھے ہیں۔ جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں۔ یہ ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔

فضائلِ صحابہؓ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے صحابہ کرامؓ کتنے محبوب اور عزیز تھے۔ اسکا اندازہ چند مندرجہ ذیل ارشاداتِ نبویؐ سے لگایا جا سکتا ہے۔

صحابہ کرامؓ کا زمانہ ۱۲۰ برس۔ تابعین کا ۱۷۰ برس اور تبع تابعین کا ۲۰۰ برس رہا۔ ؎ اس کے بعد چراغوں میں روشنی نہ رہی۔

ان حضرات کے متعلق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

(۱) "میری امت میں سے سب سے بہتر میرے اصحاب ہیں۔ پھر تابعین۔ پھر تبع تابعین"

(۲) "میرے اصحاب کی عزت کرو۔ کیونکہ وہ تم سب میں نیک اور برگزیدہ

Marfat.com

ہیں۔ پھر انکے بعد تابعین اور تبع تابعین کی تکریم لازم ہے۔"

(۳) "جس مسلمان نے مجھے یا میرے دیکھنے والے کو دیکھا۔ اسے دوزخ کی آگ نہیں چھوئے گی۔"

(۴) "میرے اصحاب ستاروں کی مانند ہیں۔ ان میں سے جس کی بھی تم پیروی کروگے۔ راہ پاؤگے۔"

مشہور شیعہ نواب محسن الملک مذکورہ بالا روایت کے سلسلہ میں لکھتے ہیں کہ الفاظ "اصحاب کالنجوم" جس طرح سے کتب اہلِ سنت میں منقول ہیں۔ انہیں لفظوں سے کتب امامیہ میں مذکور ہے۔ شیخ صدوق نے معانی الاخبار میں۔ علامہ طبرسی نے احتجاج میں۔ ملا باقر مجلسی نے بحار الانوار میں اور حیدر آملی اثنا عشری نے جامع الاسرار میں اس حدیث کی صحت کا اقرار کیا ہے۔

عیون اخبار میں جو معتمدین کتب امامیہ سے ہے۔ امام موسیٰ رضا علیہ السلام کی یہ روایت درج ہے کہ:۔

"حدثنا الحاکم ابو علی الحسن بن احمد البیھقی قال حدثنا محمد بن یحیی الصولی قال حدثنا محمد بن موسیٰ بن نصر الرازی قال حدثنی ابی قال سل الرضا علیہ السلام عن قول النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم وعن قولہ دعوا لی اصحابی فقال ھذا صحیح"

کہ ایک شخص نے امام موسیٰ رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا

Marfat.com

ہے کہ میرے اصحاب مثل ستاروں کے ہیں۔ ان میں سے جس کسی کی پیروی کرو گے۔ ہدایت پاؤ گے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ چھوڑ دو میرے واسطے۔ میرے یاروں کو۔" تو امام موصوف نے جواب دیا کہ یہ صحیح ہے۔"

(آیات بینات صد ۸۵)

میری اُمت میں اُمت پر سب سے زیادہ رحیم ابوبکرؓ ہیں۔ احکامِ الٰہی پر سختی سے عامل عمرؓ ہیں۔ سب سے زیادہ صادق صاحبِ حیا عثمانؓ ہیں۔ سب سے عمدہ قاضی علیؓ ہیں۔ علم وراثت کے سب سے زیادہ عالم زید بن ثابتؓ ہیں۔ سب سے عمدہ قاریِ قرآن ابی بن کعبؓ حلال و حرام کا سب سے زیادہ علم رکھنے والے معاذ بن جبلؓ ہیں۔ اور اس اُمت کے امین ابو عبیدہ بن جراحؓ ہیں۔"

سرکارِ دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم نے جن کو ان کی زندگی میں جنّت کی بشارت سُنا دی، وہ درجِ ذیل ہیں۔ ان حضرات کو عشرہ مبشّرہ کہا جاتا ہے:۔

(۱) ابوبکرؓ (۲) عمرؓ (۳) عثمانؓ (۴) علیؓ (۵) طلحہؓ
(۶) زبیرؓ (۷) عبدالرحمٰن بن عوفؓ (۸) سعد بن ابی وقاصؓ۔
(۹) سعید بن زیدؓ (۱۰) ابو عبیدہ بن جراحؓ۔

تقاضائے محبت

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ:۔

" جس کا میں محبوب ہوں۔ علیؓ بھی اس کو محبوب ہونا چاہیئے اور جو

Marfat.com

علیؓ سے عداوت رکھے۔ اس سے تو بھی عداوت رکھ؟

حضرت ابوبکر صدیقؓ سے روایت کردہ ایک حدیث میں ہے کہ :-

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے خیمہ میں عربی قوس پر ٹیک لگائے دیکھا۔ اس خیمہ کے اندر علیؓ۔ فاطمہؓ۔ حسنؓ اور حسینؓ موجود تھے۔ آنحضورؐ نے مسلمانوں سے خطاب کرکے فرمایا" اے مسلمانو! میری اس شخص کے ساتھ صلح ہے۔ جس نے اہلِ خیمہ کے ساتھ صلح کی۔ اور اس شخص کے ساتھ جنگ ہے۔ جس نے اہلِ خیمہ کے ساتھ جنگ کی۔ جس نے ان کو اپنا عزیز قریب سمجھا۔ وہ میرا بھی عزیز قریب ہے۔ ان سے وہی شخص محبت کرے گا۔ جو خوش نصیب اور نجیب ہو اور جو ان سے نفرت کرے گا۔ وہ بدبخت اور کمینہ ہوگا؟

(منقول از علیؓ شخصیت و کردار صہ ۲۲۲-۲۲۳)

ایک مرتبہ مال خمس کی غلط تقسیم کے سلسلہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی گئی تو حضورؐ نے فرمایا :-

"اس وجہ سے تم علیؓ سے نفرت نہ کرو۔ کیونکہ خمس کے مال میں علیؓ کا اس سے بھی زیادہ حق ہے۔ تمہیں علیؓ سے نفرت نہیں، محبت کرنی چاہیئے۔ اگر پہلے سے محبت کرتے ہو تو اب زیادہ کرو؟

(ایضاً صہ ۲۲۷)

Marfat.com

خلافت اور بیعت

حقِ خلافت

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے غالی محبین اصحابِ ثلاثہ حضرت ابوبکر صدیق عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم سے محض اسلئے بغض و عناد رکھتے ہیں اور انہیں گالیاں دیتے رہتے ہیں کہ خلافت حضرت علیؓ کا حق تھا اور شیخین نے ان کی حق تلفی کی۔ اس سلسلہ میں حضرت علیؓ نے کبھی اپنی خلافت کا برملا دعویٰ نہ کیا۔ اس کے حصول یعنی اپنے حق کے لئے کوئی عملی قدم نہ اٹھایا۔ یہانتک کہ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ سے خلافت کی بیعت لی گئی اور حضرت علیؓ نے اپنے رفقاء سمیت بیعت کرلی تو حضرت صدیق اکبرؓ نے تین بار کھڑے ہو کر بار بار اتمامِ حجت کے لئے فرمایا۔

استصوابِ خلیفۂ اوّل

"اگر کسی کو ناپسند ہو تو میں تمہاری بیعت فسخ کرتا ہوں"!
(الموافقۃ بین اہل البیت والصحابہ)

یعنی خوب سوچ سمجھ لو۔ ہر بار حضرت علیؓ سب سے پہلے اٹھ کر فرماتے۔

"خدائے پاک کی قسم! نہ ہم آپ سے بیعت فسخ کرتے اور نہ کبھی اس کی خواہش کریں گے۔ آپ کو رسول اللہؐ نے نماز کی امامت کے لئے آگے بڑھایا ہے۔ اب کون پیچھے ہٹا سکتا ہے"۔ (ایضاً)

بروایت حضرت شعبی، ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق نے حضرت علیؓ کے چہرہ پر نظر ڈال کر ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بڑے واشگاف الفاظ

Marfat.com

میں فرمایا :-

"اگر ایسے شخص کو دیکھنا (پسند کرنا) ہو جو رسول اللہ سے قرابت اور عزت میں سب سے زیادہ قریب ہو اور جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے سب سے زیادہ تکالیف اٹھائی ہوں اور جو رسول اللہ کو سب سے زیادہ پیارا ہو ۔ وہ انہیں دیکھ لے"

جوابِ حضرت علیؓ اس پر خود حضرت علیؓ نے اٹھ کر حضرت ابو بکر صدیقؓ کو ان الفاظ میں مستحق خلافت ٹھہرایا :-

"اگرچہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے (میرے متعلق) ایسا فرمایا ہے ۔ لیکن وہ مخلوقِ خدا پر سب سے زیادہ شفیق ہیں ۔ اور عشقِ الٰہی میں سرد آہیں بھرنے والے ہیں ۔ وہ رسول اللہ کے رفیقِ غار ہیں ۔ انہوں نے رسول اللہ کی خاطر ہر قسم کی مشقت برداشت کی ہے ۔ اور حضورؐ پر اپنا جان و مال سب کچھ قربان کیا ہے ۔ اور آپ سب سے زیادہ رسول اللہ کے مقرب ہیں"

(الموافقۃ بین اہل البیت والصحابہ از علامہ زمخشری)

بقول حضرت سعید بن حبیبؓ حضرت علیؓ نے یہ بھی فرمایا کہ :-

"جس شخص کو خود رسول اللہؐ نے آگے بڑھایا ۔ اب کون اس کو پیچھے ہٹا سکتا ہے" (بحوالہ صدر)

محبین کو ہدایت حضرت علیؓ نے صدیقِ اکبرؓ کی خلافت کی تائید میں ایسی مستحکم دلیل پیش کی جو کسی کے ذہن میں نہ آسکتی تھی ۔ آپؓ نے حضرت صدیق اکبرؓ کی خلافت کے حق میں ایک اور تقریر کرتے ہوئے اپنے حامیوں سے فرمایا :-

Marfat.com

"رسول اللہؐ کے وصال کے بعد ہم نے اپنے معاملہ میں غور کیا۔ تو ہماری سمجھ میں یہ آیا کہ نماز اسلام کا ستون ہے اور دین کی اصل بنیاد ہے۔ پس رسول اللہؐ نے جس کو ہمارے دین کی امامت کا حکم فرمایا تھا۔ اسی کو ہم نے اپنی دنیوی قیادت کے لئے منتخب کر لیا ہے۔ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اپنا امیر بنا لیا ہے۔ جب انہوں نے جہاد کا اعلان کیا۔ ہم نے ان کے حکم پر جہاد کیا۔ جو انہوں نے عطا کیا۔ اس کو بخوشی قبول کیا اور ان کے حکم سے حدود اللہ قائم کیں۔ کبھی کوئی اختلاف نہ ہوا۔ اور باہم ہمیشہ متفق اور متحد رہے۔ مختصر یہ کہ اب کوئی ہمارے متعلق کسی قسم کی برائی اور گمراہی نہ پھیلائے۔"

(بحوالہ مذکور صد ۱۶)

نفاق سے نفرت

اس کے باوجود بھی حضرت ابوسفیانؓ نے خلافت صدیق اکبرؓ کے خلاف حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ سے اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔ جس پر حضرت علیؓ نے فرمایا:-

"اگر ہم ابوبکرؓ کو اہل نہ سمجھتے۔ تو خلیفہ نہ بناتے۔ اے ابوسفیان! مسلمان آپس میں خیر خواہ اور معین و مددگار ہوتے ہیں۔ اگرچہ ان کے جسم اور وطن دور دور ہوں اور منافق ایک ساتھ رہ کر بھی ایک دوسرے کو فریب دیتے ہیں۔ اگر ہم ظاہر میں ابوبکرؓ سے بیعت کر لیں۔ اور دل سے ناپسند کریں۔ تو یہ اسلام کی تعلیم اور مسلمان قوم کی خصوصیات کے بالکل منافی ہے۔ یہ تو کھلا ہوا نفاق ہے۔" (بحوالہ صدر)

ان حالات کے باوجود بعض گوشوں سے آجکل کی طرح خلیفہ اوّل و خلیفہ ثانی کے خلاف

Marfat.com

نفرت وحقارت اور دشنام طرازی کا سلسلہ جاری رہا۔ جس پر حضرت علیؓ نے اپنی "حق تلفی" کی تردید ان الفاظ میں فرمائی ؟

" واللہ یہ دونوں بحکم خدا تعالیٰ اور رسولؐ مجھ سے پہلے خلیفہ تھے۔ اور انہوں نے مجھ پر ذرہ برابر ظلم نہیں کیا۔ . . . مجھ کو ان سے افضل کہنے والوں کے دلوں میں نفاق ہے۔ اور ان کا مقصد مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنا ہے"۔ (بحوالہ صدر)

یہ تفرقہ روزِ اوّل سے ابتک چل رہا ہے۔ اور شیخین کو گالیاں مل رہی ہیں۔ حالانکہ حضرت علیؓ نے جو کچھ فرمایا۔ اس کی تائید خود قرآن کریم کی اس آیت کریمہ سے ہوتی ہے کہ :۔

فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖٓ اِخْوَانًا ج (آل عمران آیت نمبر ۱۰۳)

خدا نے ان لوگوں کے دلوں میں محبت پیدا کر دی ہے اور اسکے فضل سے تم بھائی بھائی ہو۔

اس سے عیاں ہے کہ جو نفاق اور بغض وعناد شیخین کے خلاف محبانِ علیؓ میں پایا جاتا ہے۔ خود حضرت علیؓ کے دل میں موجود نہ تھا اور وہ اس معاملہ میں بڑے صاف دل تھے۔ اس کے باوجود جو لوگ شیخین کی توہین کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ وہ کچھ اپنا ہی نقصان کر رہے ہیں۔

حضرت علیؓ کی عدم دلچسپی خلافتِ اوّل کے بعد جب حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت فاروق اعظمؓ کو اپنے بعد کے لئے نامزد کیا۔ تو حضرت علیؓ نے انشراحِ صدر کے ساتھ ان کی بھی بیعت کر لی اور کوئی اعتراض یا مطالبہ نہ کیا۔ اس کے بعد جب حضرت عثمانؓ کی باری آئی تو حضرت علیؓ نے بلا تردد و پس و پیش ان کی بھی بیعت کی اور اپنا حق نہ جتایا۔ کیونکہ آپؓ کو ہوسِ اقتدار نہ تھی۔ جس کی تائید مندرجہ ذیل واقعہ سے ہوتی ہے :۔

Marfat.com

سیف بن عمر نے اپنے شیوخ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ :-

" حضرت عثمانؓ کی شہادت اور مدینہ کے امیر غافقی کے قتل ہو جانے کے بعد مدینہ منورہ کی فضاء پر مسلسل پانچ دن تک تعطل کے بادل چھائے رہے۔ لوگ نئے امیر کے انتخاب کے لئے در در مارے مارے پھرتے تھے۔ کوئی شخص اس منصب کو قبول کرنے کے لئے تیار نہ ہوتا تھا۔

اہل مصر حضرت علیؓ کو خلافت کے لئے ڈھونڈتے تھے اور حضرت علیؓ ان سے پیچھا چھڑانے کے لئے نخلستانوں میں روپوش ہو گئے تھے۔ اہلِ بصرہ حضرت طلحہؓ سے منصبِ خلافت قبول کرنے کا مطالبہ کرتے تھے۔ مگر وہ اس کے لئے آمادہ نہ تھے۔ کوفہ کے لوگ حضرت زبیرؓ کو اسی غرض کے لئے تلاش کرتے تھے۔ مگر ان کا کہیں پتہ نہ چلتا تھا۔ ان تینوں حضرات سے مایوس ہونے کے بعد لوگ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے پاس پہنچے اور ان سے درخواست کی کہ آپ اس منصب کو قبول کر لیجئے۔ مگر انہوں نے بھی انکار کر دیا۔ پھر حضرت ابن عمرؓ کے پاس گئے۔ وہاں بھی کامیابی نہ ہوئی۔

ہر طرف سے جواب مل جانے کے بعد لوگ پریشانی میں مبتلا ہو گئے اور کہنے لگے کہ حضرت عثمانؓ کو قتل کر دینے کے بعد اگر ہم خلیفہ کے انتخاب کے بغیر ہی اپنے اپنے علاقوں کو واپس چلے گئے تو لوگ گروہوں اور ٹکڑیوں میں بٹ جائیں گے اور ہم بھی صحیح سلامت نہ رہ سکیں گے "

(علیؓ۔ شخصیت و کردار ص ۱۰۸)

Marfat.com

قتلِ عثمانؓ کے بعد لوگ جب بیعت خلافت کے لیے حضرت علیؓ کے پاس آئے تو آپ نے صاف انکار کر دیا اور فرمایا کہ:۔

"مجھے خدا سے شرم آتی ہے کہ عثمانؓ قتل ہوں۔ ان کا لاشہ بے گور و کفن پڑا ہوا ہو اور میں اپنی خلافت پر بیعت لوں" (ابنِ کثیر۔ البدایہ والنھایہ)

اس کی تائید چھٹی صدی ہجری کا نامور اثنا عشری شیعہ مورخ، اور تاریخ کی مشہور کتاب "الفخری" کا مصنف محمد بن علی بن طبا طبا المعروف با بن طقطقی ان الفاظ میں کرتا ہے:۔

"جب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ[1] قتل کر دیئے گئے تو لوگ امیر علیہ السلام کی قیامگاہ پر گئے۔ اور امارت سنبھالنے کی درخواست کی۔ آپ نے انکار کرتے ہوئے فرمایا: "مجھے تمہاری امامت کی ضرورت نہیں"۔

عباس محمود العقاد لکھتے ہیں کہ:۔

"یہ لوگ دوبارہ حضرت علیؓ کے پاس آئے اور اصرار کیا کہ آپ یہ منصب قبول فرمالیں۔ تو اشتر نے آگے بڑھ کر حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور

---

[1] بعض شیعہ مورخین میں یہ رواداری پائی گئی ہے کہ انہوں نے تعصب سے بالاتر ہو کر اصحابِ ثلاثہ امیر معاویہؓ۔ حضرت عائشہؓ۔ عمر بن عاصؓ اور طلحہؓ وغیرہ تک کے ناموں کے ساتھ، ملامت کی پرواہ کئے بغیر "رضی اللہ عنہ" لکھا ہے اور بخل نہیں کیا۔ حالانکہ نہج البلاغہ کے واضعین نے حضرت علیؓ کے خطبات سے ازراہ بغض و عناد اصحاب ثلاثہ کے ناموں کو حذف کر کے وہاں فلاں فلاں لکھ دیا ہے۔ اور حضرت علیؓ کے کلام میں بھی تحریف سے باز نہ رہے۔

Marfat.com

بیعت کرلی۔ دوسرے لوگوں نے بھی اشتر کی متابعت کی۔ اس وقت ہر شخص یہی کہہ رہا تھا کہ اس منصب کے اہل و سزاوار صرف حضرت علیؓ ہی ہیں"۔ (علیؓ۔ شخصیت و کردار صـ۱۰۸)

ان حقائق سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت علیؓ کو وہ مسندِ خلافت قطعاً پسند نہیں تھی۔ جو قبل ازیں دو خلفاء کے لئے جان لیوا ثابت ہو چکی تھی۔ آپ کو اس میں نہ دلچسپی تھی۔ نہ آپ اس کے خواہاں تھے۔ اہلِ تشیع کے ہاں جھوٹ بولنا چونکہ جائز ہے۔ اسلئے انہوں نے اپنے پیشوا کو بھی نہ بخشا۔ اور حضرت علیؓ پر یہ بہتان باندھا کہ حضرت علیؓ خلافت کے لئے سپند آسا۔ بے قرار تھے اور بقول ابنِ ابی الحدید شارح نہج البلاغہ محبانِ علیؓ کے ہاں:۔

"قتل عثمانؓ کا اس طرح انتظار کیا جا رہا تھا۔ جیسے ایام قحط سالی میں بارانِ رحمت کا ہوتا ہے"۔ (خطبہ نمبر ۱۴۸۔ صفحہ ۵۴۔ جزو دوم)

حالانکہ حضرت علیؓ نے بیعت کے فوراً بعد فرمادیا تھا کہ:۔

"عوام نے کسی خارجی دباؤ کے تحت مجھ سے بیعت نہیں کی۔ بلکہ انہوں نے اپنی غرض سے ایسا کیا ہے"۔ (علیؓ۔ شخصیت و کردار صـ۱۰۸)

وصیتِ رسول اللہؐ

"میں نے تم کو شقاق و افتراق سے نکال کر اتحاد و تالیف کا پیکر بنا دیا ہے۔ لیکن میرے بعد کافروں کا طریق اختیار نہ کرنا کہ باہم ایک کی تلوار دوسرے کی گردن پر چلے"۔ (بخاری صـ۲۲۱)

Marfat.com

آغازِ تفرقہ و تبرّا

یہودی محاذ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ قبل از اسلام انسان چاند۔ سورج۔ سمندروں دریاؤں۔ پہاڑوں اور پتھروں یعنی بتوں وغیرہ کی پوجا کرتے تھے۔ مگر بایں ہمہ وہ ایک مرکزی خدا کے بھی قائل تھے۔ جیسا کہ سورہ عنکبوت کی اس آیت سے ظاہر ہے :-

"اگر ان سے پوچھو کہ آسمان و زمین کو کس نے بنایا ہے۔ چاند اور سورج کو کس نے مسخر کیا ہے؟ تو وہ کہہ اٹھیں گے کہ اللہ نے!"

طلوعِ اسلام کے بعد جب وابستگانِ اسلام نے غیر اللہ سے اپنا تعلق توڑ کر خود کو کتاب و سنت کے سانچے میں ڈھال لیا۔ ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح مستحکم ہو گئے۔ باہم متفق و متحد ہو کر رہنے لگے۔ انما المومنون اخوۃ کی زندہ تصویر دنیا کی نظروں کے سامنے پھرنے لگی۔ تو یہودیوں کے سینہ پر سانپ لوٹ گئے اور انہوں نے تخریبِ اسلام کے لئے ایک مستقل محاذ کھول دیا۔

یہودی آغازِ اسلام سے ہی اسلام کے خلاف تھے۔ کچھ کا تو سرکارِ دوجہاں کی حیاتِ طیبہ میں قلع قمع ہو گیا تھا۔ ان کے کچھ دغا باز اور مفسدہ پرداز قبیلوں کو مدینہ سے جلا وطن کر دیا گیا تھا۔ خیبر کے یہود زیر آ گئے تھے۔ کچھ یہودی نیک نیتی سے مسلمان ہو گئے تھے۔ کچھ منافقت کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں کی صفوں میں گھس آئے تھے اور مارِ آستین بن کر رہنے لگے تھے۔

Marfat.com

سبائی فتنہ اس گروہ کا سرخیل عبداللہ بن سبا ملک یمن کا ایک یہودی تھا۔ عربی زبان پر اسے عبور حاصل تھا۔ توریت و انجیل کا عالم تھا۔ مگر اسلام کے ہاتھوں یہودیوں کے زوال نے اس کے سینہ میں آتشِ حسد بھڑکا رکھی تھی۔ اس نے اسلام سے انتقام لینے کے لئے مسلمانوں کا لبادہ اوڑھا۔ حضرت عثمانؓ کے دربارِ خلافت میں پہنچ کر، اپنے قبیلہ کے سردار ہونے کی بنا پر کسی صوبہ خصوصاً یمن کی عملداری چاہی۔ حضرت عثمانؓ نے اس نومسلم کو اتنا اہم عہدہ دینے سے انکار کر دیا۔ جس سے اسے بڑی خفت اٹھانی پڑی اور اس نے اس کا بدلہ لینا بھی اپنے انتقامی پروگرام میں شامل کر لیا۔

حضرت عمرؓ کی شہادت کے بعد مسندِ خلافت کے لئے جب حضرت علیؓ کی بجائے حضرت عثمانؓ خلیفہ منتخب کر لئے گئے اور حضرت علیؓ خلیفہ ثالث نہ بن سکے تو عبداللہ بن سبا کے ہاتھ میں یہ ایک مؤثر حربہ آگیا اور اس نے حضرت علیؓ کے گھرانے کو خلیفۂ وقت کے خلاف اکسانا شروع کر دیا۔ جس کی بنا پر اسے جلاوطن کر دیا گیا۔ اور وہ بصرہ پہنچ گیا۔

فتنہ انگیزی عبداللہ بن سبا اتنا پرپیچ آدمی تھا۔ کہ اس کی حد سے بڑھی ہوئی عقیدت سے خود حضرت علیؓ گھبرا جاتے تھے۔ اس نے بصرہ پہنچنے کے بعد "شیعانِ علیؓ" کے نام سے ایک جماعت کی بنیاد رکھی۔ اور حُبِ علیؓ کی آڑ میں اس امر کا پروپاگنڈا شروع کر دیا کہ،

"خلافت تو علیؓ کا موروثی حق تھا۔ رسولؐ کی کوئی اولاد نرینہ نہ تھی۔
علیؓ کو انہوں نے بیٹا بنایا تھا۔ ان کے بعد علیؓ کا حق غصب کر لیا گیا بلکہ

Marfat.com

عمرؓ نے ابوبکرؓ کو خلیفہ بنا کر علیؓ پر ظلم کیا ہے۔

حاضرین نے کہا۔ حضور نے سچ فرمایا۔ عمرؓ نے نہ صرف علیؓ کا حق مارا ہے بلکہ ہم سب کو بھی سخت نقصان پہنچایا ہے۔ اس نے ایران فتح کر لیا ہے۔ اور ہماری تہذیب اور ہمارے مذہب کو تباہ کیا ہے۔ ہم عمرؓ سے بیزار ہیں اور اس سلسلہ میں آپ کے ساتھ ہیں۔" (سبائی سبز باغ صہ ۳۶)

اس طرح عبداللہ بن سبا نے بصرہ میں شیعانِ علیؓ یا محبانِ علیؓ کی کافی تعداد پیدا کر لی۔ اس کی فتنہ پروری کی اطلاع جب گورنر کے کانوں تک پہنچی تو اس کی گوشمالی کر کے اسے شہر سے نکال دیا گیا اور یہ کوفہ پہنچ گیا۔

کوفہ پہنچنے کے بعد اس مداری نے اپنی پٹاری سے وضعی حدیثوں کا پلندا نکالا اور لوگوں کو حضرت علیؓ کی شان میں خود ساختہ حدیثیں سنانی شروع کر دیں اور حضرت عثمانؓ کے خلاف لوگوں کو بھڑکانا شروع کر دیا کہ:-

" حضرت علیؓ کا حق مارا جا رہا ہے۔ وہ گمنامی کی زندگی بسر کر رہے ہیں اور ان کے ساتھ تمام بنو ہاشم بھی حکومت سے فائدہ اٹھانے سے محروم ہیں۔ عثمانؓ بنو امیہ کو امیر بنا رہے ہیں اور بنو ہاشم کو غربت میں ڈال دیا۔"

(بحوالہ مصدر)

کوفیوں کا جو طبقہ حضرت عثمانؓ کا مخالف تھا۔ وہ اس کے گرد جمع ہو گیا۔ اور وہ مریدانِ باصفا کے جمگھٹ اور ان کی عقیدت کو دیکھ کر وہاں خود نبی بن بیٹھا اور حضرت علیؓ کی الوہیت کا اعلان کر دیا کہ:-

" حضرت علیؓ دراصل انسانی پیکر میں خدا ہیں۔"

Marfat.com

اور حضرت علیؓ کے نبی کی حیثیت سے ممالکِ اسلامیہ میں یہ فتنہ پھیلاتا ہوا مصر پہنچا۔
اور وہاں جم کر بیٹھ گیا۔

سبائی منشور عبداللہ بن سبا نے اپنی جماعت شیعانِ علیؓ کا یہ منشور تیار کر کے اسے عام کیا:۔

(۱) مسئلہ امامت ہمارا جزوِ ایمان ہے۔
(۲) محبّت اہلِ بیت اور حمایتِ علیؓ ہمارا نصب العین ہے۔
(۳) حضرت علیؓ خلیفہ بلا فصل اور وصی رسول اللہ ہیں۔
(۴) خلفاء ثلاثہ غاصب اور ظالم ہیں۔ بلکہ مرتد اور کافر ہیں۔
(۵) علیؓ قابلِ پرستش ہیں۔ ہم علیؓ کو ان کا حق دلائیں گے۔

تفریقِ ملّت اس تحریک شیعانِ علیؓ سے قبل دنیا شیعہ سُنّی الفاظ سے ناآشنا تھی۔ اس تحریک کی بدولت ملّت مسلمہ شیعہ اور سُنّی نامی دو فرقوں میں بٹ گئی۔

"تاریخ ملّتِ عربی" کا نامور مصنّف پروفیسر فلپس ہتی لکھتا ہے کہ:۔

۱۔ "ملّت اسلامیہ کی پہلی تفریق خلافت کے قضیے سے پیدا ہوئی۔ مسلمان اسی فتنہ کی بدولت دو گروہوں میں بٹ گئے"۔

۲۔ "بانیٔ اسلام نے خدا اور بندے کے درمیان صرف وحیِ الٰہی یعنی قرآن مجید کو واسطہ بنایا تھا۔ مگر شیعوں نے ایک انسان یعنی امام کو اپنا واسطہ بنا لیا"۔ (صفحہ ۲۹۰)

فرقہ در فرقہ متذکرہ بالا تحریک کی بدولت خود اہلِ تشیع بھی کئی فرقوں میں بٹ گئے بقول پروفیسر ہتی:۔

Marfat.com

(۱) انتہا پسند شیعہ یہانتک بڑھے کہ امام کو اس کی ربانی صفات اور نورانی وجود کے باعث خود اللہ کا اوتار سمجھنے لگے۔

(۲) ان کی دانست میں حضرت علیؓ اور ان کی اولاد جو امام ہوئے۔ وہ انسانی صورت میں خدا تھے۔ یا خدا کا کلام تھے۔ جسے یہ لوگ قرآنِ ناطق کہتے ہیں یعنی بولتا ہوا قرآن!

(۳) ایک اور فرقے کا قول ہے کہ حضرت جبرائیل نے غلطی سے پیغمبرِ اسلام کو علی سمجھ لیا۔ ورنہ وحی دراصل حضرت علی پر آنی تھی (صد۳۹)

پروفیسر ہتی کے تحقیقی تاریخ کی تائید مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے شعبہ شیعہ کی انچارج پروفیسر سیّدہ رضیہ جعفری ایم۔ اے۔ بی۔ ٹی۔ ایچ کے رسالہ "فرق اسلامی" سے ہوتی ہے۔ جس میں وہ متذکرہ بالا شیعہ فرقوں کو نامزد کر کے انکے عقائد پر یوں روشنی ڈالتی ہیں:

(۱) "غالی:۔ وہ لوگ ہیں۔ جو حضرت امیر المومنین کو خدا مانتے ہیں۔" (صد۲۱)

"یا علیؓ مدد" کا نعرہ ان ہی کا ایجاد کردہ ہے۔ وہ سلام اور جواب بھی "یا علیؓ مدد" کے الفاظ میں دیتے تھے۔ جن کی "سنّت" آج تک ادا ہو رہی ہے۔

(۲) "مفوضہ:۔ اس فرقہ کا مذہب یہ ہے کہ خدا نے صرف جناب محمد مصطفیٰؐ اور حضرت علیؓ کو پیدا کیا۔ پھر وہ بیکار ہو گیا اور اس نے تمام دنیا کا انتظام ان ہی دو بزرگوں کے سپرد کر دیا ہے۔ وہی جسے چاہتے ہیں مارتے ہیں۔ انہوں نے ہی سارے عالم کو پیدا کیا ہے۔ یہی دونوں رزق دیتے ہیں۔"

(صد۲۲)

اس فرقہ کا نعرہ بھی "یا علی مدد" تھا اور یہ حضرت علیؓ کو مشکل کشا سمجھتے تھے

Marfat.com

ہی مشکل کا سامنا ہوتا تو اسی نعرہ کے ذریعہ ان سے امداد طلب کرتے ۔ جسکا آج
ت رواج چلا آرہا ہے ۔
④ علویہ :- ان کا عقیدہ ہے کہ وحی پہنچانے میں جبرائیل سے غلطی ہوئی ۔
علی کی بجائے محمد مصطفیٰ ؐ کو پہنچادی ۔

طوفانِ تفریق مذکرہ بالا فرقوں کے علاوہ اہلِ تشیع کے اور بھی کئی فرقے ہوئے ۔ جیسے اثنا عشری ۔ امامیہ ۔ ابدیہ ۔ شاعیہ ۔ اسحاقیہ ۔ زیدیہ ۔
عباسیہ ۔ ناؤسیہ ۔ متناسخیہ ۔ لاعلیہ ۔ راجیہ اور متراضیہ (مذاہب الاسلام ص۲۴)
سیدہ رضیہ جعفری اپنے رسالہ فرق اسلامی مطبوعہ ۱۹۵۴ء شائع کردہ امامیہ مشن
لکھنؤ میں تسلیم کرتی ہیں کہ ملتِ اسلامیہ بطریقِ ذیل پارہ پارہ ہوئی :-
" مسلمانوں کے بالکل آغاز میں مسئلہ خلافت طوفان بن کر اٹھا ۔ یہ اختلاف
بہت وسیع ہوا ۔ بیگانگی بڑھتی رہی ۔ مسلمان الگ الگ گروہ میں تقسیم ہو
کر سوچنے لگے ۔ رفتہ رفتہ یہ اختلافات اتنے بڑھ گئے کہ ہر گروہ کے عقائد
کی ایک طویل فہرست بن گئی ۔ ان میں شیعہ ۔ معتزلہ ۔ اشاعرہ اور خوارج
نے تاریخ میں جگہ پائی ۔ اسلام میں یوں تو بہت فرقے بتائے جاتے ہیں ۔
لیکن جنھوں نے کافی اثرات چھوڑے ہیں ۔ وہ یہی چار فرقے ہیں ۔ اور
آج بھی ان کے نشانات کسی نہ کسی شکل میں موجود ہیں " (فرق اسلامی ص۱۹)

عربی تاریخیں سبائی تحریک اور شیعہ عقائد نے قصرِ اسلام کو متزلزل کردیا اور ہر دشمنِ اسلام نے اسے اپنی پناہ گاہ بنالیا ۔ مصر کی قاہرہ یونیورسٹی
کا پروفیسر احمد امین اپنی کتاب " فجر اسلام " میں شیعہ مذہب و عقائد اور اس کے اثرات

Marfat.com

کو زیر بحث لانے کے بعد اسی نتیجہ پر پہنچا ہے کہ :-

"تشیع ہر اس شخص کی پناہ تھا۔ جو عمارت اسلام کو منہدم کرنا چاہتا ہو۔"

دشمنانِ اسلام نے اسی غرض کے لیے حدیثیں وضع کیں۔ گمراہ کن تفسیریں لکھیں اور حسب منشار غلط اور جھوٹی تاریخیں لکھوائیں۔ سیرت النبیؐ پر سب سے پہلی کتاب ایک سبائی نے لکھی۔ تاریخوں کی حقیقت پر روشنی ڈالتے ہوئے پروفیسر ہتی لکھتا ہے کہ:

"ساری عربی تاریخیں عباسی عہد میں شیعہ اثرات کے تحت تالیف کی گئیں اسلئے اموی دَور کے حالات مسخ شدہ صورت میں پیش کئے گئے۔"

(تاریخ ملتِ عربی ص ۲۰۵)

برلن (جرمنی) کی رائل یونیورسٹی کے نامور پروفیسر ایڈورڈ زخاؤ نے بیسویں صدی کے آغاز میں "اسلام کی قدیم ترین تاریخ کا ایک کردار" کے عنوان سے حضرت عمرؓ پر جو تحقیقی مقالہ لکھا۔ وہ ۱۹۰۲ء میں برلن کی اکیڈیمی آف سائنس کے شعبۂ فلسفہ و تاریخ نے شائع کیا۔ اس میں پروفیسر موصوف لکھتا ہے کہ:

"قدیم عربی تاریخوں میں ایک زمانے میں، خاص حالات کے تحت، پارٹی بندیوں اور آپس کی نفرت نے طویل عرصے تک مسلسل اس کی کوشش کی کہ تاریخی صداقت کو جھوٹ سے بدل دیں۔" (تاریخ و سیاسیات جلد ۲۔ ص ۴۲)

لیکن یہ کوشش زیادہ کامیاب ثابت نہ ہوئی۔ کیونکہ تاریخ نویسی یا تدوینِ تاریخ کا کام حضرت علیؓ کی وفات کے فوراً بعد شروع ہو گیا تھا۔ اس وقت اگرچہ ہر فرقہ نے اپنے نظریات کے مطابق تاریخیں لکھوانی چاہیں۔ مگر وہ اس میں اسلئے کامیاب نہ ہوئے کہ ان کے غلط دعووں کی تردید کرنے والے عینی شاہد ابھی موجود تھے۔ اسی

Marfat.com

پروفیسر موصوف لکھتا ہے کہ :-

"قبل اس کے کہ عباسیوں کے جعلساز اپنا کام شروع کریں ۔ یہ قدیم روایت تاریخ ایسے زمانے میں شروع ہوئی ۔ جبکہ ابھی ان واقعات کو دیکھے ہوئے یا ان سے قریب رہے ہوئے سینکڑوں آدمی موجود تھے ۔" (بحوالہ صدر صفحہ ۴۲)

یہی وجہ ہے کہ قدیم شیعہ مؤرخین کی تحریروں میں صحیح صحیح حالات مل جاتے ہیں ۔ لیکن ان عینی شاہدوں کے دور کے بعد جو تاریخیں لکھی گئیں ۔ وہ زیادہ ترمسخ شدہ ہیں اور ان کے ذریعہ قرآن کے بیان کردہ حقائق تک کو جھٹلانے کی کوشش کی گئی ہے اور سراسر کذب بیانی سے کام لیا گیا ہے ۔

تردیدِ قرآن

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چار دختران تھیں ۔ جن میں سے حضرت فاطمہؓ حضرت علیؓ کے گھر تھیں ۔ سیّدہ رقیہؓ اور سیّدہ ام کلثومؓ یکے بعد دیگرے حضرت عثمانؓ کے عقد میں آئیں اور چوتھی سیّدہ زینبؓ تھیں ۔ اہلِ تشیع کے لیے یہ امر ناقابلِ برداشت ہے کہ حضورؐ کی دو صاحبزادیاں حضرت عثمان کے عقد میں آئیں ۔ اسی لیے انہوں نے حضرت فاطمہؓ کے سوا باقی دختران کا سرے سے انکار کر دیا ۔ "عقائد الشیعہ" میں لکھا ہے کہ :-

"ہمارا عقیدہ ہے اور تاریخی واقعات شاہد ہیں کہ حضرتؐ کی اکیلی بیٹی فاطمہ تھیں ۔ آپ کے سوا اور کوئی لڑکی آپ کے صلب سے نہ تھی ۔"

حالانکہ آپؐ کی دیگر دختران کی خود قرآن ان الفاظ میں شہادت دے رہا ہے :-

قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ (پ۲۲ سورہ احزاب آیت ۵۹)

اے رسول! اپنی بیویوں اور بیٹیوں سے کہدیجئے ۔

Marfat.com

اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دختر ہوتیں۔ تو قرآن میں اس کے لئے جمع کا صیغہ نہ آتا۔ علاوہ ازیں اس امر کو خود حضرت علیؓ اور حضرت امام جعفر صادق تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ کے عقد میں حضورؐ کی دو دختران تھیں۔ ملاحظہ ہو "نہج البلاغہ" صہ ۱۲۵۔ مطبوعہ تبریز ۱۲۷۲ھ و "حیات القلوب" جلد دوم۔ صہ ۵۶۳ (از ملا باقر مجلسی)

اسی طرح یہ حضرات حضرت علیؓ کی دختر کے عقد ہمراہ حضرت عمرؓ سے بھی انکاری ہیں۔ ایسی تاریخی غلط بیانیوں نے بھی افتراق بین المسلمین کی خلیج کو وسیع کرنے میں بڑا کردار ادا کیا ہے۔

وجۂ اختلاف

ایک مرتبہ کسی شخص نے حضرت علیؓ سے دریافت کیا کہ یہ کیا بات ہے کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی خلافت پر مسلمانوں میں اختلاف نہیں ہوا اور آپ بھی اس معاملہ میں جمہور امت سے کبھی الگ نہیں ہوئے۔ لیکن آپ کی خلافت پر وہ متفق نہیں ہیں؟ تو حضرت علیؓ نے جواب دیا کہ :۔

"ابوبکرؓ اور عمرؓ میرے جیسے مسلمانوں پر والی تھے اور میں تم جیسے مسلمانوں کا والی ہوں۔" (تاریخ ابن خلدون جلد ۱۔ صہ ۱۷۶)

Marfat.com

معاندینِ علیؓ کا طرزِ عمل

سب وشتم

ایک ناصح مشفق کا قول ہے کہ ؎

ہر کہ برخود مپسندی بر دیگراں مپسند

کہ جو چیز تم اپنے لئے پسند نہیں کرتے۔ وہ دوسروں کے لئے بھی پسند نہ کرو۔ جب ہم خود گالی سُننا گوارا نہیں کرتے تو دوسروں کو گالیاں دینے کا ہمیں کیسے حق پہنچتا ہے؟ کیونکہ اس کا ناگوار نتیجہ نکلے گا۔ اسی لئے حق تعالےٰ نے بتوں تک کو گالیاں دینے سے منع فرمایا ہے:۔

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ ۔ (الانعام پ۷) آیت ۱۰۸	تم لوگ ان کو بُرا نہ کہو۔ جن کی یہ اللہ کے سوا پرستش کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ جہالت کے سبب اللہ تعالےٰ کو بے ادبی سے بُرا کہنے لگیں گے۔

چھٹے پارہ کا آغاز اس آیت کریمہ سے ہوتا ہے:۔

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ۚ (پ۶ سورہ نساء آیت ۱۴۸)	اللہ کو پسند نہیں ہے کہ کسی کو بُرا بھلا کہا جائے۔ سوائے مظلوم کے۔

مولانا عبدالماجد دریا بادی لکھتے ہیں کہ:۔

"اس آیت نے اخلاق کی اصطلاح میں غیبت و بدگوئی کو اور قانون کی زبان میں ہتک عزت کو بالکل ناجائز قرار دے دیا ہے اور فرد و جماعت،

Marfat.com

شخص و ملت دونوں کے ہاتھ میں فلاح و اصلاح کی ایک بہت بڑی اصل
دیدی ہے کہ کسی کی بدگوئی کسی حال میں بھی جائز نہیں، نہ سامنے نہ پیچھے۔
البتہ مظلوم حاکم کے سامنے فریاد لے جا سکتا ہے۔ لیکن جھوٹی بات کی شہرت
مظلوم کو بھی جائز نہیں۔"   (تفسیر ماجدی)

بغض و عناد

"الف" کی حق تلفی یا اس پر ظلم کے خلاف غیبت و بدگوئی کا "ب" کو حق نہیں پہنچتا۔ کیونکہ یہ مدعی سست اور گواہ چست والا معاملہ ہو جاتا ہے اور قرآنِ کریم کی رو سے جو ایسا کرتے ہیں۔ وہ ازراہِ بغض و عناد ایسا کرتے ہیں۔ جسے خود حق تعالیٰ عیاں کر دیں گے۔ ارشادِ ربانی ہے کہ:-

اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ — کیا وہ لوگ جن کے دلوں میں روگ ہے۔
اَنْ لَّنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ اَضْغَانَهُمْ۔ — یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے کینہ کو ظاہر نہ کرے گا۔
(آیت ۲۹ محمد پ۲۶)

عقلی اور نقلی دلائل کی موجودگی کے بعد ازراہِ ضد اور خبثِ نفس، قبولِ حق سے انکار کرنا تسویلاتِ شیطانی میں سے ہے۔ جو انسان کو سبز باغ دکھلا کر گمراہ کرتا رہتا ہے۔ اور انسان مشرکین۔ ملحدین اور منافقین کے فریب میں پھنس کر تفریق و انتشار کا موجب بن جاتا ہے۔ اور اس کے قلبی روگ یا بغض و عناد اور غلو و مبالغہ سے ایک دوسرے کے دل میں نفرت و حقارت پیدا ہو جاتی ہے۔ خلقِ خدا فرقوں میں بٹ جاتی ہے اور شیطان کا مقصد پورا ہو جاتا ہے۔

عذابِ تفرقہ

اس فرقہ پروری اور فرقہ پرستی کو قرآنِ کریم میں عذابِ الٰہی قرار دیا گیا ہے۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:-

Marfat.com

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰٓ اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ؕ (الانعام ۴) آیت ۶۵

آپ کہہ دیجئے کہ وہ اس پر بھی قادر ہے کہ تمہارے اوپر کوئی عذاب مسلط کر دے۔ تمہارے اوپر سے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے، یا تمہیں ایک دوسرے کو لڑائی (کا مزہ) چکھا دے۔

امت مسلمہ اس وقت اسی عذاب تفرقہ میں گرفتار ہے۔ جو دشمنانِ اسلام کی ریشہ دوانیوں سے مختلف فرقوں میں بٹ چکی ہے اور ہر فرقہ خود کو حق بجانب سمجھ رہا ہے۔ حق تعالےٰ نے ایسے فتنہ پرور طبقہ سے دور رہنے اور ان پر اپنے غیض و غضب کا قرآن کریم میں ان الفاظ میں اعلان فرمایا ہے:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ ؕ اِنَّمَآ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝ (الانعام ۸) (آیت ۱۶۰)

جن لوگوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کیا اور گروہ گروہ بن گئے۔ آپ پر ان کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ ان کا معاملہ بس ——— اللہ کے حوالے ہے۔ پھر وہی انہیں جتلا دے گا۔ جو کچھ وہ کرتے رہے ہیں۔

کیونکہ یہ فرقہ بندی اس حکم خداوندی کے خلاف صریح بغاوت ہے کہ:۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا (آل عمران ۴) آیت ۱۰۳

سب مل کر اللہ کی رسّی کو تھامے رہو اور باہم تفرقہ نہ ڈالو۔

پھر جو تفرقہ ڈالنے پر صرف اصرار ہی نہ کریں۔ بلکہ دوسروں کو اپنے فرقہ میں عدم شمولیت پر لعن طعن اور سب و شتم بھی کریں۔ تو یہ ایک ایسی زیادتی ہے۔ جس سے نہ صرف خدا نے خدا کے رسول نے اور خود ان کے آئمہ عظام نے (جنکی خاطر دوسروں کو گالیاں دی جاتی

Marfat.com

ہیں) نہ صرف منع کیا ہے۔ بلکہ نفرین بھی کی ہے۔

تاکید و وعیدِ نبویؐ ارشاداتِ ربانی کے بعد اب سرکارِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات ملاحظہ ہوں۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"جو میرے اصحاب کو بُرا کہے۔ اس پر خدا کی لعنت ہو۔ جو شخص ان کے درمیان مجھ کو یاد رکھے۔ اور ان کی صحبت اور خدمت کا جو حق مجھ پر ہے۔ اسے ملحوظ خاطر اور پیشِ نظر رکھے۔ ان کے ساتھ تعظیم و توقیر کے ساتھ پیش آئے اور طعن و تشنیع اور سب و شتم نہ کرے۔ تو میں قیامت کے دن اس کی حفاظت و شفاعت کرونگا۔" (رواہ ابنِ عساکر)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ:۔

"جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے اصحاب کو گالیاں دے رہے ہیں۔ تو کہو کہ تمہارے شر پر خدا کی لعنت ہو۔"

صحیحین کی ایک اور روایت کی رو سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خلفائے راشدین کی دوستی کو ایمان اور ان سے بغض و عناد کو کفر قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ:۔

"ابوبکرؓ۔ عمرؓ۔ عثمانؓ۔ علیؓ چار شخص (ایسے) ہیں۔ جن کی محبت منافق کے دل میں جمع نہیں ہو سکتی اور ان کو مومن کے سوا کوئی دوست نہیں رکھتا۔" (رواہ ابن عساکر)

ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضورؐ سے سُنا۔ فرماتے تھے کہ:۔

"جس نے علیؓ کو بُرا کہا۔ اس نے مجھے بُرا کہا۔"

(ازالتہ الخفاعن خلافۃ الخلفاء)

Marfat.com

شام سے آنے والے ایک شخص نے حضرت ابن عباسؓ کے سامنے حضرت علیؓ
کو بُرا بھلا کہا تو ابن عباس نے اسے ایک پتھر مارا اور کہا :۔
"اے دشمنِ خدا ! تُو نے رسولِ خدا کو اذیت پہنچائی" ان اللہ یوذون
اللہ ورسولہٗ ۔ (بحوالہ صدر)
ان حقائق کی بنا پر ابن کثیر نے بجا طور پر لکھا ہے کہ :۔
"عذابِ الیم ہے ان لوگوں کے لئے جو ان حضرات (صحابہ کرامؓ) یا ان میں
سے بعض سے بغض رکھیں ۔ یا ان کو بُرا کہیں ۔ ایسے لوگوں کا ایمان بالقرآن
سے کیا واسطہ ! جو اُن، لوگوں کو بُرا کہتے ہیں ۔ جن سے اللہ نے راضی ہونے
کا اعلان کر دیا ہے"۔
حق تعالےٰ کا کسی سے راضی ہونے کے بعد اس سے خفا ہونے کا تو سوال ہی پیدا
نہیں ہوتا ۔ کیونکہ :۔
لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللّٰهِ (یونس ۱۰) (آیت ۶۴) اللہ کی باتیں نہیں بدل سکتیں ۔
اہلِ تشیع کے مذہب کے بنیادی عقائد درجِ ذیل ہیں :۔
بنیادی عقائد ① تولاّ :۔ اہلِ بیت طاہرین علیہم السلام اور ان کے دوستوں سے
دوستی رکھنا ۔ (تحفۃ العوام صـ۲۲)
② تبرّا :۔ اہلِ بیت طاہرین علیہم السلام کے دشمنوں سے اور ان دشمنوں کے دوستوں
سے بیزاری رکھنا ۔ (ایضاً)
③ تقیّہ :۔ دروغ مصلحت آمیز ۔ یعنی خوبصورت جھوٹ بولنا ۔
سیدہ رضیہ جعفری تبرّا کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتی ہیں :۔

Marfat.com

" اللہ کی وحدانیت اور رسول اللہ کی رسالت اور آئمہ معصومین کی امامت کا اقرار اس وقت تک پورا نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ ان کے دشمنوں سے بیزاری اور نفرت نہ ہو..... منافقین اور منکرین اہلبیت سے بیزاری ضروری ہے۔ ظالم لوگ ملعون ہیں۔ ان سے بیزاری و نفرت واجب ہے۔"

(فرق اسلامی صد ۲۱)

قابلِ ملامت ظالموں کی فہرست حضرت ابوبکرؓ۔ حضرت عمرؓ۔ حضرت عثمانؓ۔ حضرت عائشہؓ اور امیر معاویہؓ سے شروع ہو کر ہر اس شخص تک پہنچتی ہے۔ جو ان اصحابِ کبارؓ کو برحق مانتا ہے۔ شیعہ عقائد کی رو سے چونکہ ان کا شمار دشمنان اہلِ بیت میں ہوتا ہے۔ اسلئے ان کے نزدیک ان کے متعلق کذب بیانی۔ سب وشتم اور لعن طعن واجب ہے۔ قبل ازیں یہ زیادہ تر اندرونِ خانہ یا محرم کی مجالس تک محدود ہوتی تھی۔ لیکن پاکستان میں یہ اب کھلم کھلا اور سرِ بازار ہوتی ہے۔ تفرقہ و انتشار کے لئے اب تو اہلِ تشیع نے اپنا نصابِ تعلیم بھی الگ کرالیا ہے۔ تاکہ بچپن سے بچوں کو دشنام طرازی اور تبرا بازی کا عادی بنایا جا سکے۔ حالانکہ جن کی خاطر اصحابہ کبارؓ کو یہ طعن و تشنیع کا نشانہ بناتے ہیں۔ ان کے پیشوا اور امیر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ان کیلئے یہ ہے :-

" بڑے گروہ کے ساتھ لگے رہو۔ جماعت کو خدا کی تائید حاصل ہوتی ہے۔ خبردار! فرقہ بندی سے بچے رہنا۔ جو شخص جماعت سے الگ ہو جائے۔ وہ شیطان کے نرغہ میں آجاتا ہے۔ جیسے کہ ریوڑ سے الگ بکری بھیڑیئے کی غذا بن جاتی ہے۔ خبردار! جو شخص فرقہ بندی کا داعی ہو۔ اسے ہلاک کردو۔ اگرچہ وہ میری ہی دستار کے نیچے ہو۔" (نہج البلاغہ صد ۲۶۴ بحوالہ سیرت علیؓ۔ نامی)

Marfat.com

عقل کا تقاضا

اہلِ تشیع کا دعویٰ ہے کہ:۔
"اہلِ تشیع نے عقل کو مذہب سے مربوط کیا۔ اور عقلی استدلال کو بہت اہمیت دی" (فرق اسلامی صہ ۲۰)

لیکن یہ بات تو قطعاً قرینِ عقل و خرد نہیں کہ جن صحابہ کبارؓ کی عصمت و عظمت خود خدا تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں بیان کی ہو۔ جس کی شہادت خود سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم اور امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ دے رہے ہوں۔ ان کے فرمودات و ارشادات کو درخورِ اعتنا نہ سمجھا جائے۔ بلکہ سب و شتم جاری رکھ کر بڑی دیدہ دلیری سے انہیں، اپنے قول و فعل سے جھٹلایا جائے۔ یہ ان کی توہین و تذلیل نہیں تو اور کیا ہے؟

اب یہ دیکھئے کہ حضرت علیؓ کی خاطر جن کو گالیاں دی جاتی ہیں اور لعن طعن کی جاتی ہے۔ خود حضرت علیؓ کے ان کے ساتھ کیسے مراسم تھے۔ اور وہ اس سب و شتم کو جائز سمجھتے تھے۔ یا اس کو بُرا جانتے تھے۔ وہ ان صحابۂ کبارؓ کو دوست سمجھتے تھے یا دشمن؟ رفیق سمجھتے تھے یا رقیب؟

حضرت علیؓ نے کیا خوب فرمایا کہ:۔
"دنیا پیٹھ موڑ رہی ہے اور آخرت سامنے آ رہی ہے۔ تم آخرت اختیار کرنے والے بنو۔ دنیا کے چاہنے والے نہ بنو۔ آج کا دن کام کا ہے۔ حساب کا نہیں اور کل کا دن حساب کا ہے۔ کام کا نہیں"
مگر بروزِ حساب کام وہی کام آئیگا۔ جو کتاب و سنت کے مطابق انجام پائے گا۔ ورنہ وبالِ جان بن جائے گا۔

Marfat.com

حضرت علیؓ کا مسلک

ذکرِ شیخین

سب سے قدیم اور غالباً سب سے پہلا راوی ابو مخنف لوط گزرا ہے۔ جس کا دادا مخنف اپنے قبیلہ کے ساتھ جنگِ صفین میں حضرت علیؓ کی طرف سے شریکِ کارزار رہا۔ ابو مخنف نے جنگ جمل۔ جنگِ صفین۔ معرکہ کربلا سے لیکر ۱۳۲ھ تک کے فتنوں کو، ایسے لوگوں کی سند سے مورخانہ انداز میں مرتب کیا۔ جو خود ان میں شریک اور موجود تھے اور سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ اور کانوں سے سن چکے تھے۔ اسی مورخ کی مرتب کردہ روایات کو طبری وغیرہ بعد کے مورخین نے نقل کیا ہے۔

ابو مخنف لکھتا ہے کہ حضرت علیؓ نے اپنی تقریروں اور خطبوں میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کا ذکر بڑی محبت و احترام سے کیا ہے۔ ۳۶ھ کے حالات کے سلسلہ میں ابو مخنف نے حضرت علیؓ کے ایک خطبہ کے مندرجہ ذیل جملے نقل کئے ہیں:-

"جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی۔ لوگوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ منتخب کیا اور انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ کو۔ ان دونوں حضرات کی سیرتیں "احسن" تھیں اور انہوں نے عدل و انصاف سے امت کے ساتھ عمل کیا تھا" (طبری)

اسی طرح ابو مخنف نے ۳۶ھ کے واقعات کے سلسلہ میں حضرت علیؓ کا وہ مکتوب نقل کیا ہے۔ جو قیس بن سعد انصاری کو حکومت مصر پر مقرر کرتے ہوئے اہل مصر کے نام

Marfat.com

لکھا تھا۔ یہ مکتوب قیس مذکور کے بھائی سہل بن سعد کی سند سے نقل ہوا ہے۔
اس میں حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کو "امیرین صالحین" کے الفاظ سے یاد کیا
ہے۔ ان کی سیرتوں کو "احسن" قرار دیتے ہوئے لکھا کہ :۔

"انہوں نے کتاب اور سنّت پر عمل کیا اور سنت سے تجاوز نہیں کیا"

ان کے اصل عربی الفاظ درج ذیل ہیں :۔

"قبضه الله عز وجل. صلواة الله عليه ورحمته وبركاته ثم
ان المسلمين استخلفوا به اميرين صالحين عملا بالكتاب و
السنة واحسنا السيرة ولم يعدوا السنة ثم توفاهما الله
عز وجل رضى الله عنهما" (طبری جلد ۵۔ صفحہ ۲۲۷)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق حضرت علیؓ فرمایا کرتے تھے کہ :۔

"عثمانؓ تو ہم میں سے زیادہ نیک۔ زیادہ صلہ رحمی کرنے والے۔ زیادہ
صاحب حیاء۔ پاک طینت اور خداوند تعالےٰ سے زیادہ ڈرنے والے
تھے" (البدایہ والنہایہ جلد ۷۔ صفحہ ۱۹۴)

حسنِ کارکردگی

اصحابؓ ثلاثہ اور حضرت علیؓ بہترین رفیق تھے۔ ہر کام باہمی مشورت سے انجام پاتا تھا اور حضرت علیؓ کی حسنِ کارکردگی کو شیخین بہت سراہتے تھے۔

شیعہ مورخ سیّد امیر علی لکھتے ہیں کہ :۔

"خلیفہ اوّل ابوبکرؓ کے عہدِ خلافت میں حضرت عمرؓ قاضی القضاء اور
مہتمم زکواۃ تھے۔ جبکہ حضرت علیؓ جو کہ عالم تھے، خط وکتابت اور

Marfat.com

اسیرانِ جنگ پر مامور تھے۔ وہاں کوئی کام بغیر صلاح و مشورہ کے انجام نہ پاتا تھا۔" (تاریخ اسلام صہ ۵۷)

شیعہ مجتہد علامہ جزائری مؤلف "ابوتراب" لکھتے ہیں:۔

"حضرت عمرؓ کی خلافت کے زمانہ میں کعبہ کے زیورات اور ان کی کثرت کا ذکر آیا۔ لوگوں نے مشورہ دیا کہ ان کو اتار کر مجاہدین کے انتظام پر صرف کیا جائے تو ثواب ہو گا۔ بھلا کعبہ کو زیورات کی کیا ضرورت!

لیکن حضرت علیؓ نے فرمایا کہ جس وقت قرآن محمدِ مصطفیؐ پر نازل ہوا تھا۔ تو اس میں اموال کی چار قسمیں تھیں۔ ان میں زیوراتِ کعبہ کا ذکر نہیں۔ یہ اس زمانہ میں بھی تھے۔ اور اللہ نے ان کو وہیں رکھا۔ اللہ کا ان زیورات کو چھوڑ دینا، نہ سہوِ نسیان کی وجہ سے تھا اور نہ یہ اس وقت اس کی نظر سے پوشیدہ تھے۔ لہٰذا ان کو اسی جگہ پر رہنے دیا جائے۔ جہاں اللہ و رسولؐ نے ان کو رکھا۔ یہ سُن کر خلیفہ نے زیورات کو رہنے دیا۔ اور کہا کہ اگر آپ نہ ہوتے تو ہم رسوا ہو گئے ہوتے۔"

(ابوتراب)

شیعہ روایت اس بات کی شاہد عدل ہے کہ حضرت علیؓ، حضرت عمرؓ کے کتنے خیر خواہ تھے۔ اگر حضرت علیؓ ان کو غاصب سمجھتے تو ان کو قطعاً ایک گناہ سے بچانے کی کوشش نہ کرتے۔

مصالحانہ طرزِ عمل (۱) حضرت علیؓ دشمن کو اس وقت تک دشمن سمجھتے تھے۔ جب تک اس کے ہاتھ میں تلوار ہوتی تھی۔ جونہی مخالف

Marfat.com

تلوار رکھ دیتا۔ حضرت علیؓ دل و دماغ سے اس کا خیال نکال دیتے اور اسے بھلا دیتے۔ کیونکہ بمصداق آیت کریمہ وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِم مِّنْ غِلٍّ (۷۔۴۱) صحابہ کبارؓ کے دل میں بد فطرت سے کینہ وکدورت کا مادہ نہیں رکھا گیا تھا۔ بلکہ وہ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ کے مظہر اتم تھے۔

(۲) آپ نے کسی کو بلکہ دشمن تک کو کبھی گالیاں نہ دیں۔ نہ کبھی کسی عورت، کسی مغرور، کسی مجروح و مقتول کو دشمن سمجھا۔ خواہ وہ آپ کے خلاف لڑتا ہوا ہی کیوں نہ مارا گیا ہو۔ آپ دشمن کو ہمیشہ اچھے الفاظ سے یاد کرتے۔ اس کی قبر پر جاکر آنسو بہاتے اور اس کے لئے دعائے مغفرت فرماتے۔

(۳) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت علیؓ بالالتزام حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی مجالس میں موجود رہتے تھے۔ اور ان کی مدح وثنا کرتے رہتے تھے۔ (نہج البلاغہ)

(۴) اصحاب ثلاثہ کے خلاف قطعاً دل میں کوئی کینہ یا کدورت نہ رکھتے تھے۔

(۵) اسی لئے حضرت علیؓ نے خلفائے ثلاثہ کے ہاتھ پر برضا و رغبت بیعت کی۔ اور بحثیت مقتدی ان کے پیچھے نمازیں پڑھتے رہے۔ (طبری)

تنقیص سے احتراز

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ خطا کا جواب عطا سے دو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بھی ساری عمر اسی پر عمل رہا۔ آپ کسی کو گالی دینا یا بُرا بھلا کہنے کو قطعاً برداشت نہ کرتے تھے اور نہ دوسروں کی تنقیص پسند کرتے تھے۔ آپ نے نہ خود کبھی کسی کو گالی دی۔ نہ کسی کی تنقیص کی۔ اسی لئے آپ کے ارشادات وخطبات میں ایک لفظ

Marfat.com

بھی ایسا نہیں ملتا۔ جس سے آپ نے سابق خلفاء ثلاثہ کی تنقیص کی ہو۔ نہ ہی آپ کی کسی دوسرے جلیل القدر صحابی رضؓ سے عداوت یا دشمنی رہی۔ نہ ہی آپ نے دوسروں کے خلاف لب کشائی وغیرہ کو وطیرہ بنایا۔

دشنام طرازی سے گریز دوسروں کو گالیاں دینا شیرِ خدا رضؓ کے نزدیک شرافت سے بعید تھا۔ آپ کا ارشاد ہے :-

"اے بندۂ خدا! کسی گناہ کے سبب کسی کی عیب جوئی نہ کر!! شاید وہ بخش دیا گیا ہو"

"تو اپنے نفس کے صغیرہ گناہ پر بھی بے خوف نہ رہ۔ کیا عجب اسی سبب سے عذاب دیا جائے"

"بہتر یہی ہے کہ تم میں سے جو شخص کسی کے عیب پر مطلع ہو تو اپنے عیبوں پر نظر کر کے اسکی عیب جوئی سے باز رہے"

(نہج البلاغہ اردو ۵۲ : عربی ۲۷۷)

ان ارشاداتِ عالیہ پر آپ خود کس حد تک عمل پیرا تھے۔ اسکا اندازہ درجِ ذیل حقائق سے لگایا جا سکتا ہے :-

(۱) ایک گروہ اہل شام کو سب دشتم (گالی گلوچ) کرتا تھا۔ آپ نے یہ خبر سنی تو فرمایا۔ "میں تمہارے لئے اس امر کو برا سمجھتا ہوں کہ تم دشنام دینے والوں میں بن جاؤ" (نہج البلاغہ اردو ۲۲۳ عربی ۳۴۲)

(۲) جنگِ صفین کے دوران جب آپ کے بعض لشکریوں نے اہل شام کو گالیاں دیں تو حضرت علی رضؓ نے یہ فرما کر انہیں روک دیا کہ :-

Marfat.com

"میں اسے پسند نہیں کرتا کہ تم گالیاں دو۔ بہتر یہ ہے کہ انہیں گالیاں دینے کی بجائے یہ کہو کہ اے اللہ! ہمارے اور ان کے خون کو بہنے سے بچا۔ ہمارے اور ان کے درمیان اصلاح کر دے"۔ (نہج ۲۰۴)

(۳) ایک مرتبہ حضرت علی المرتضیٰؓ ایک مجمع کو خطاب فرما رہے تھے۔ جس میں ایک خارجی بھی موجود تھا۔ آپ کی پُرمغز تقریر سن کر وہ اپنے نفرت وحقارت کے جذبات پر قابو نہ پا سکا اور بے اختیار اس کی زبان سے نکل گیا:۔

"خدا اس کو غارت کرے۔ کتنا دانشمند ہے"۔

یہ گستاخانہ الفاظ سن کر سامعین مشتعل ہو گئے اور اسے جان سے مار ڈالنا چاہا۔ مگر حضرت علیؓ نے لوگوں کو روک دیا اور فرمایا:۔

"گالی کا بدلہ زیادہ سے زیادہ ویسی ہی گالی ہے۔ مگر معاف کر دینا زیادہ بہتر ہے"۔ (علیؓ شخصیت وکردار صہ۲۴)

فرقہ بندی کی مخالفت

فرقہ پرستی کو حضرت علیؓ روح اسلام کے منافی سمجھتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ:۔

"مسلمانوں کا خدا ایک۔ نبی ایک۔ کتاب ایک۔ کیا خداوند عالم نے انہیں اختلاف کا حکم دیا ہے؟" (نہج اردو ۲۵۔ عربی ۲۲)

ایک دوسرے موقعہ پر آپؓ نے فرمایا:۔

"آگاہ رہو! جو شخص لوگوں کو اس (تفریق کی) خصلت کی طرف بلائے اس کو قتل کر ڈالو۔ اگرچہ میرے اس عمامہ کے نیچے ہی کیوں نہ چھپا ہو۔ حکم تو اسی لئے مقرر کئے گئے تھے کہ اس شئے کو زندہ کریں جسے قرآن نے

Marfat.com

زندہ کیا ہے اور اسے مار ڈالیں۔ جس کی موت کا قرآن نے حکم دیا ہے۔ زندہ کرنا یہی تھا کہ قرآن پر متفق ہو جاتے۔ اس سے علیحدہ ہو کر افتراق کر لینا ہی موت ہے۔" (نہج البلاغہ اردو ۴۳۲۔ عربی ۲۶۱)

آپ نے اپنے محبین کو تاکید فرمائی کہ:-

"تم خود کو دین میں فرقہ بندی سے دور رکھو۔ کیونکہ برسرِ حق جماعت، جسے تم مکروہ سمجھ رہے ہو۔ بہتر ہے باطل فرقہ بندی سے، جسے تم پسند کرتے ہو۔ بیشک پروردگار عالم نے اگلوں اور پچھلوں میں سے کسی (فرقہ پرست) کو بہتری نہیں بخشی۔" (نہج البلاغہ اردو ۲۰۲۔ عربی ۲۵۱)

آپ نے جب اپنے محبین کو فرقہ پرستی میں مبتلا اور فتنوں کی کشتیوں میں سوار دیکھا تو قبول خلافت کے مسئلہ میں، وحدتِ ملی کی تلقین کرتے ہوئے بڑے اچھے انداز میں فرمایا:-

"اے لوگو! فتنوں کی موجوں کو نجات کی کشتیوں سے چیر کر پار ہو جاؤ۔ منافرت کی راہ چھوڑ دو۔ منافرت اور بزرگی کے تاج سر سے اتار کر زمین پر پھینک دو۔ جو پر و بال کے ساتھ اٹھا۔ وہ کامیاب ہوا۔" (نہج البلاغہ)

آپ وقتاً فوقتاً صرف اپنے ارشادات و خطبات کے ذریعہ فرقہ پرستی ترک کرنے کی تلقین و تاکید ہی نہ کرتے تھے۔ بلکہ اپنے بعض خطوط کو رفعِ اختلافات کے لئے مشتہر کرنے کا بھی اپنے عمال کو حکم دیتے تھے۔ ایک خط جو بغرض مشتہری مالک اشتر کو لکھا۔ اس میں درج تھا کہ:-

"مشکل یا مشتبہ امور میں اللہ اور رسولؐ کی طرف رجوع کرو۔۔۔۔۔۔ اگر

Marfat.com

کسی بات میں باہمی اختلاف کرنے لگو تو اسے صرف اللہ اور اس کے رسولؐ کے پاس لے جاؤ..... اللہ کی طرف لے جانے کا مطلب محکم آیتوں کی تعمیل ہے اور رسول کی طرف لے جانے کا مقصد سنتِ رسولؐ کی پابندی ہے۔ وہ سنت جو مسلمانوں کو متحد کردے۔ نہ کہ وہ تفرقے کا باعث ہو"

اس اعلان پر تبصرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر صادق نقوی ایرانی بجا طور پر لکھتے ہیں کہ:۔

"جنابِ علیؓ واحد شخص ہیں۔ جن کے نام پر اسلام کے دشمنوں نے اسلام میں اختلاف پیدا کیا۔ باوجودیکہ ان کا کلام مسلمانوں کے اختلافات کو ختم کرنے میں اپنی نظیر نہیں رکھتا۔ بشرطیکہ مسلمان اپنے اختلافات کو ختم کرنا چاہیں۔" (فیض الاسلام علی مرتضیٰؓ نمبر ۱۹۶۷ - صہ ۱۰۳)

غلو ومبالغہ سے بیزاری حضرت علی رضی اللہ عنہ کے معتقدین اور محبین شروع سے آجتک افراط و تفریط کا شکار رہے اور تخیل و توہم کی دلدل سے نہ نکل سکے۔ حضرت علیؓ نے انہیں غلو ومبالغہ کی دلدل سے نکالنے کے لئے ناگوار ترین قدم اٹھایا۔ مگر یہ باز نہ آئے۔

غالی روافض نے انتہائی محبت و عقیدت کے تحت آپ کو مقامِ الوہیت پر بٹھا کر آپ کی پرستش شروع کردی۔ آپ انہیں ہر ممکن طریق سے سمجھاتے۔ توبہ و استغفار کی ہدایت فرماتے۔ مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوتے اور اپنے کفر پر مصر رہتے اور یا علی مدد کے نعرے لگاتے رہتے۔

دوسرا طبقہ انتہا پسند خوارج کا تھا۔ جو شدتِ بغض و عناد میں حضرت علیؓ پر کفر کا فتویٰ لگا کر ان سے طالبِ توبہ ہوتا۔

Marfat.com

ان حالات کے تحت حضرت علیؓ نے ان کے انجام کی یوں پیشین گوئی فرمائی :-

" بعض لوگ مجھ سے محبت میں اتنا غلو کریں گے کہ آگ میں جھونک دیئے جائیں گے اور کچھ لوگ مجھ سے اتنی نفرت کریں گے کہ انہیں دوزخ کی ڈاٹ بننا پڑے گا "

ایک اور موقعہ پر فرمایا :-

" دو آدمی میری وجہ سے ہلاک ہوں گے ۔ ایک وہ جو مجھ سے محبت میں غلو کریگا اور دوسرا وہ جس کا بغض اسے میرے خلاف بہتان تراشی تک پہنچا دیگا " (علی شخصیت و کردار صدا)

عبرتناک سزا

غلو و مبالغہ کا یہ سلسلہ رکنے میں نہ آیا ۔ حضرت علیؓ نے عنانِ خلافت سنبھالنے کے بعد جب دیکھا کہ غالی روافض انہیں اس مقامِ تقدّس پر کھڑا کرنے سے باز نہیں آرہے ۔ جو صرف اللہ کو سزاوار ہے ۔ تو انہوں نے اس فتنہ کی جڑ کاٹنے کے لئے روافض کے اس گروہ کو زندہ آگ میں جلا دیا ۔ مگر ان محبانِ علیؓ نے آگ میں جلنے کے باوجود یہی کہا کہ واقعی یہ خدا ہے ۔ جو ہمیں آزمائش کے لئے آگ میں جلا رہا ہے ۔ وہ جل گئے ۔ مگر ان کے نعرہ یا علی مدد کی آواز آج بھی کانوں میں بدستور گونج رہی ہے ۔

Marfat.com

حضرت ابوبکرؓ اور حضرت علیؓ

اعترافِ افضلیت حضرت علیؓ نے جن وجوہات کی بنا پر حضرت صدیق اکبرؓ کی بیعت کر کے ان کی خلافت تسلیم کی۔ اس کی تفصیل "خلافت و بیعت" کے زیرِ عنوان گزر چکی ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے وقتاً فوقتاً عوام و خواص کے سامنے بھی صدقِ دل سے حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت فاروق اعظمؓ کی افضلیت کا اعتراف کیا۔ درجِ ذیل حقائق الموافقۃ بین اہل البیت والصحابہ سے منقول ہیں:۔

حضرت علیؓ نے ایک مرتبہ منبر پر دعا فرمائی:۔

اللھم اصلحنی بما اصلحت بہ الخلفاء الراشدین المھدیین۔
(الموافقۃ بین اہل البیت والصحابہ)

اے اللہ! جیسے آپ نے رشد و ہدایت والے خلیفوں کی اصلاح فرمائی۔ ویسے ہی میری اصلاح فرمائیے۔

ایک قریشی نے سوال کیا کہ وہ رشد و ہدایت والے خلیفے کون ہیں؟
آپ کی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے۔ فرمایا:۔
"حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ! دونوں امامِ ہدیٰ۔ شیخ الاسلام اور قریشی تھے۔ رسول اللہ کے بعد مقتدا بنے۔ جس نے ان کی پیروی کی محفوظ ہو گیا اور صراطِ مستقیم تک پہنچ گیا۔ اور حق تعالیٰ کی جماعت میں داخل ہو گیا۔"

حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝
(المجادلہ پ۲۸) آیت ۲۲

"اللہ کی جماعت ہی کامیاب ہے۔"

Marfat.com

عبد خیر سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا :-

" قیامت تک جتنے حکام و سلاطین آئیں گے ۔ حق تعالیٰ نے حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ کو ان کے لیے راہبر اور حجت بنا کر بھیجا ہے "

بقول ابن عباسؓ حضرت علیؓ نے فرمایا :-

" میں تمہیں بتاؤں کہ رسول اللہ کے بعد بہترین شخص کون ہے " ؟

حاضرین نے کہا ۔ ہاں ! بتایئے ۔

فرمایا :- حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ ۔

ایک اور موقعہ پر یوں ارشاد فرمایا :-

" امت میں سب سے افضل ابوبکرؓ و عمرؓ ہیں اور اگر چاہوں تو تیسرا نام بھی لے سکتا ہوں ..... وہ حضرتِ عثمانؓ ہیں "

آپ کے فرزند محمد بن حنیفہؓ نے کہا ۔ اے باپ تیسرے درجہ میں آپ ہیں ! حضرت علیؓ نے جواب دیا کہ :-

" اے بیٹے ! تمہارا باپ (علیؓ) تو عام مسلمانوں میں سے ایک مسلمان ہے جو اجر ان کے لئے ہے ۔ وہی اس کے لئے ہے اور جو مواخذہ ان سے ہوگا ۔ وہی اس سے ہوگا "

تادیبی کارروائی

حضرت علقمہؓ کی روایت کے مطابق حضرت علیؓ نے ایک مرتبہ کوفہ میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا :-

" مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ پر مجھے فوقیت دیتے ہیں ۔ اگر میں نے پہلے منع کیا ہوتا تو ضرور ان کو سزا دیتا ۔ لیکن میں

Marfat.com

اعلان سے قبل سزا دینا مناسب نہیں سمجھتا۔ اگر کسی شخص نے آئندہ ایسے خیالات کا اظہار کیا۔ تو اثباتِ جرم پر اسے مفتری ہونے (بہتان لگانے والے) کی سزا دی جائے گی۔ رسول اللہؐ کے بعد سب سے افضل ابوبکرؓ ہیں۔ پھر عمرؓ۔ پھر واللہ اعلم کون ہے؟ اسلئے کہ ان کے بعد ہم نے نئی نئی باتیں کھڑی کرلیں۔ جن میں حق تعالیٰ جو چاہیں فیصلہ فرمائیں۔"

جب آپ کو معلوم ہوگیا کہ عبداللہ بن سبا آپ کو ابوبکرؓ و عمرؓ پر فوقیت دیتا ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ "میں نے اس کے قتل کا ارادہ کرلیا ہے۔"

لوگوں نے کہا" جو آپ کا محب ہے اور آپ کو افضل سمجھتا ہے۔ آپ اسے قتل کرتے ہیں۔"

فرمایا:-

"واللہ! جس شہر میں، میں ہوں وہ وہاں نہیں رہ سکتا۔"

اسکے بعد آپ نے اسے شہر بدر کردیا۔

ایک دن کوفے میں ایک فیصلہ کے وقت ایک شخص نے حضرت علیؓ سے عرض کی:-

"خیر الناس! میرے معاملہ میں غور کیجیئے۔ واللہ میں نے آپ سے بہتر آدمی نہیں دیکھا۔"

آپؓ نے اس سے رسول اللہؐ اور شیخین کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا کہ "میں نے ان کو نہیں دیکھا۔" فرمایا:-

"اگر یہ معلوم ہوجاتا کہ تو نے حضورؐ کو دیکھا ہے۔ تو میں تیری گردن اڑا دیتا اور اگر یہ معلوم ہوجاتا کہ تُو نے شیخین کو دیکھا ہے۔ تو تجھے صرف تنبیہ و تہدید کرتا۔"

Marfat.com

قلبی نفاق کوفہ میں ایک شخص کو اس الزام میں آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا کہ وہ شیخین کو برا کہتا تھا۔ آپ نے اپنے غلام قنبر سے فرمایا:۔ اس کی گردن اڑا دو"۔ اس نے کہا کہ" میں تو آپ کی وجہ سے ان پر غصہ ہو رہا ہوں۔ فرمایا کیوں؟ عرض کیا کہ مجھ کو حضور کی صحبت میسر نہیں ہوئی۔ نہ یہ معلوم ہے کہ شیخین کا مرتبہ حضور کے یہاں کیا تھا اور آپ کے ہاں ان کی کیا عظمت ہے۔ البتہ میں نے بعض لوگوں کو دیکھا۔ جو اکثر آپ کے ہاں آتے جاتے ہیں اور آپ کو دونوں سے افضل بتلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انہوں نے آپ کی حق تلفی کی ہے"۔

حضرت علیؓ نے فرمایا:۔

" واللہ یہ دونوں بحکم خدا و رسولؐ مجھ سے پہلے خلیفہ تھے اور انہوں نے مجھ پر ذرہ بھر ظلم نہیں کیا۔۔۔۔ مجھ کو ان سے افضل کہنے والوں کے دلوں میں نفاق ہے۔ اور ان کا مقصود مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنا ہے"۔

اسباب فضیلت ابن اذنیہ کہتے ہیں کہ میں کوفہ میں حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ:۔

" امیر المومنین! مہاجرین و انصار کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ آپ کو حضرت ابوبکرؓ سے گھٹاتے ہیں۔ حالانکہ آپ سب سے افضل ہیں۔ آپ کے بڑے بڑے کارنامے ہیں اور آپ کے مناقب سب سے زیادہ ہیں"۔

اس وقت حضرت علیؓ تکیہ لگائے بیٹھے تھے۔ ایک دم سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا:۔

" اگر مومن اللہ تعالیٰ کی پناہ میں نہ ہوتا۔ تو میں تجھے قتل کر دیتا۔ کم

ابوبکرؓ مجھ سے چار باتوں میں بڑھے ہوئے تھے ۔ جن کو میں نہیں پا سکا۔ اور نہ ہی ان کے عوض کوئی اور شے پا سکا ۔

(۱) رسول اللہ ؐ کے ہمراہ ہجرت ۔ (۲) نماز میں رفاقت ۔
(۳) نماز کی امامت ۔ (۴) اسلام کی اشاعت ۔

ان سب امور میں وہ مجھ سے سبقت لے گئے ۔ وہ ہمیشہ میرے اور مشرکین کے درمیان حائل رہتے اور ڈھال کا کام دیتے ۔ کھلم کھلا دین کو ظاہر کرتے ۔ میں اس وقت اپنے دین کو چھپاتا تھا ۔ قریشی مجھے حقیر سمجھتے اور ان کی عزت کرتے ۔ اگر حضرت ابوبکرؓ لشکرکشی اور مرتدین کی سرکوبی نہ کرتے تو ہمیشہ پیچیدگیاں پڑی رہتیں اور لوگ اصحابِ طالوت کی طرح بے غیرت و بے حمیّت ہو جاتے ۔"

پھر جناب علیؓ نے فرمایا :-

"کوئی شخص مجھے حضرت ابوبکرؓ پر فوقیت نہ دے ۔ ورنہ میں اس کو سزا دوں گا ۔"

اعتماد و اعتقاد حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت علیؓ پر بڑا اعتماد کرتے تھے ۔ اسی لئے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حفاظتِ مدینہ کے لئے مرتدین کے مقابلہ پر حضرت علیؓ اور چند دیگر صحابہ کرامؓ کو مقرر فرمایا اور حضرت علیؓ نے ہمیشہ حضرت صدیق اکبرؓ سے تعاون فرمایا ۔ (ابن الاثیر ۔ جلد ۲ ۔ صد ۱۲۱)

شیعہ مؤرخ سید امیر علی لکھتے ہیں :-

" حضرت علیؓ نے کئی بار حضرت صدیق اکبرؓ کے فضائل بیان کئے اور

Marfat.com

ان کے لئے دعائے رحمت ومغفرت فرمائی"۔ (شرح نہج البلاغہ)

حضرت ابوبکرؓ اور حضرت علیؓ کے درمیان جو یک جہتی تھی۔ اس پر پردہ ڈالنے کے لئے فتنہ پردازوں نے یہ کہانی گھڑی کہ حضرت علیؓ، حضرت صدیق اکبرؓ کے خلیفہ بننے پر چونکہ راضی نہ تھے۔ اسلئے انہوں نے بڑی تاخیر سے صدیق اکبرؓ کی بیعت کی۔ حالانکہ واقعہ اس کے بالکل الٹ ہے۔ حضرت علیؓ نے حضرت صدیق اکبرؓ کی بیعت کرنے میں بڑی عجلت دکھائی۔ شیعہ مسلک کے نامور مورخ علامہ ابنِ جریر طبری نے ثقات التابعین، حبیب بن ثابت تابعی کی سند سے لکھا ہے کہ :-

"حضرت علیؓ گھر میں تھے کہ ایک شخص ان کے پاس آیا۔ اور انہیں اطلاع دی کہ ابوبکرؓ بیعت لینے کے لئے بیٹھے ہیں۔ علیؓ یہ سنتے ہی صرف قمیص پہنے باہر نکل آئے۔ اسوقت ان کے بدن پر چادر تھی نہ ازار۔ لیکن ان کو اس قدر جلدی اس وجہ سے تھی کہ وہ بیعت میں پیچھے رہ جانے کو پسند نہ کرتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے ابوبکرؓ سے بیعت کی پھر ان کے پاس ہی بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے منگائے۔ جب کپڑے آگئے تو پہنے اور ان کی مجلس میں بیٹھے رہے"۔ (طبری۔ طبع اول جلد ۳۔ صہ ۲۰۱ مصری)

باہمی یگانگت

حضرت علیؓ کے تعلقات حضرت ابوبکر صدیقؓ سے بہت گہرے اور مخلصانہ تھے۔ معاندانہ نہ تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وفات کے بعد حضرت علیؓ نے ان کی بیوہ اسماء بنت عمیس سے نکاح کر لیا۔ اسماء کا لڑکا بھی ہمراہ آیا۔ حضرت علیؓ نے اس کی بڑی محبت کے ساتھ تعلیم و تربیت کی تاکہ وہ بڑا ہوکر اپنی ذمہ داریاں سنبھال سکے۔ (تحفۃ الاحباب فی تاریخ الاصحاب صہ ۵۰)

Marfat.com

اگر حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت علیؓ کے درمیان بغض و عناد ہوتا تو حضرت علیؓ قطعاً یہ شادی نہ کرتے اور نہ ہی اپنے دشمن یا مخالف ابوبکر صدیقؓ کے صاحبزادے کی پرورش کرتے۔ جو حضرت ابوبکرؓ کا بیٹا ہونے کے باوجود آخیر دم تک حضرت علیؓ کا بے حد وفادار و طرف دار نکلا۔ ان ہر دو اکابرِ ملت کے خانگی تعلقات اتنے گہرے تھے۔ کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ اپنے تمام زمانۂ خلافت میں ہر کام میں حضرت علیؓ کا مشورہ لیتے رہے۔ اور حضرت علیؓ انہیں مشورہ دیتے رہے۔ جسکا تذکرہ شیعہ مورخ سیّد ذاکر حسین جعفری نے اپنی تصنیف تحفۃ الاحباب فی تاریخ الاصحاب کے صفحہ ۲۲ پر یوں کیا ہے:-

"حضرت ابنِ عباس سے حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ تم دیکھتے ہو کہ کس طرح ہم علیؓ سے مشورہ کیے بغیر کوئی کام نہیں کرتے اور نہ کوئی کام ان کی اجازت کے بغیر کرتے ہیں"۔

خود حضرت علیؓ نے ایک خطبہ میں شیخین سے اپنی محبت و عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:-

"میں نے حضورؐ کو دیکھا کہ حضرت عمرؓ اور حضرت ابوبکرؓ پر سہارا لگا رکھا تھا۔ اور فرما رہے تھے کہ ہم اسی طرح زندہ رہیں گے۔ اور اسی طرح مرنے کے بعد ساتھ رہیں گے۔ اور اسی طرح قبروں سے اٹھیں گے اور اسی طرح جنت میں جائیں گے"۔

(الموافقۃ بین اہل البیت والصحابہ از علامہ زمخشری صاحب تفسیر کشاف)

ان اکابرین کا باہمی ادب و احترام اس درجہ تھا کہ حضرت علیؓ نے حضور نبی کریم

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکہ کا قضیہ حضرت صدیق اکبرؓ کے سامنے پیش کیا۔ انہوں نے جو فیصلہ دیا۔ حضرت علیؓ نے اسے نہ صرف قبول کیا بلکہ خود خلیفہ بننے کے بعد بھی اسے بحال رکھا۔ اور نہ بدلا۔

اتمام حجت حضرت صدیق اکبرؓ کے خلیفہ بننے کو سبائی حلقوں نے "زبردستی" پر محمول کر کے فتنہ کھڑا کیا۔ اس کی تردید خود شیعہ مورخ سید ذاکر حسین جعفری اپنی تصنیف میں یوں کرتے ہیں :۔

"جب ابوبکرؓ کی بیعت مکمل ہو گئی تو ابوبکرؓ نے رونا شروع کر دیا اور تین دن تک برابر روتے رہے اور کہتے رہے کہ لوگو! میری بیعت توڑ دو۔ میں خلافت کا اہل نہیں ہوں۔ جب تک تم میں علیؓ جیسا شخص موجود ہے۔ پس میں تم سے اپنی بیعت توڑتا ہوں۔ ہے کوئی تم میں مجھ سے کراہت کرنے والا ہے۔ کوئی تم میں مجھ سے بغض رکھنے والا"؟

مسجد نبوی کے درمیان مجمع عام میں علیؓ نے کھڑے ہو کر حق ابوبکرؓ کی عظمت، ان کی فضیلت اور ان کی سبقت فی الاسلام بیان کر کے بیعت کر لی تھی۔ جب ابوبکرؓ نے مذکورہ بالا اعلان کیا۔ تو ہر بار سب سے پہلے علیؓ کھڑے ہوتے تھے اور کہتے تھے کہ خدا کی قسم! میں تم سے بیعت نہیں توڑوں گا اور نہ تم کو ہرگز اپنی بیعت فسخ کرنے دوں گا"

(تحفۃ الاحباب فی تاریخ الاصحاب باب دوم صہ ۱۴۱)

دوسرے شیعہ مورخ سید امیر علی نے بیعتِ حضرت علیؓ کے وجوہات بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ :۔

Marfat.com

"حضرت ابوبکرؓ اپنی بزرگی اور اپنے اثر و رسوخ کی بنا پر آنحضرتؐ کے جانشین منتخب کرلیے گئے۔ آپ کی دانائی۔ فراست اور اعتدال پسندی مسلم تھی (اس لیے) ابوبکرؓ کے انتخاب کو حضرت علیؓ اور آنحضرتؐ کے خاندان نے تسلیم کرلیا۔"

(تاریخ اسلام از سید امیر علی صہ ۴۲)

دشمن اسلام جو لوگ حضرت علیؓ کو شیخینؓ کے خلاف اکساتے رہتے تھے۔ حضرت علیؓ انہیں دشمن اسلام گردانتے تھے۔ ایک مرتبہ امیر معاویہؓ کے والد ابوسفیان نے حضرت علیؓ کو عار دلاتے ہوئے حضرت ابوبکرؓ کی مخالفت پر برانگیختہ کرنے کی کوشش کی تو حضرت علیؓ برہم ہوئے اور بگڑ کر فرمایا۔

"اے ابوسفیان تم اسلام اور مسلمانوں کے پرانے دشمن ہو۔ تم ایسی باتوں سے اسلام کو کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتے۔ ہم نے ابوبکر کو خلافت کا اہل پایا ہے۔" (ابن جریر طبری۔ ج ۲۔ صہ ۴۴۹)

Marfat.com

حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ

تمنائے محمدؐ

طبعی خصوصیات کا مٹانا تو ممکن نہیں ہوتا۔ مگر ان کا دھارا بدلا جا سکتا ہے۔ جس کی بہترین مثال حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ دشمنانِ اسلام کے سرخیل تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں شوکت د[ین] خدمتِ اسلام کے لئے حق تعالیٰ سے مانگ لیا اور یہ دعا فرمانے لگے :-

اللھم اشد الدین بعمر۔ — پروردگارِ عالم۔ عمرؓ کی ذات سے اسلام کو قوت عطا فرما۔

اللھم اید الدین بعمر۔ — پروردگارِ عالم۔ عمرؓ کی ذات سے اسلام کو تقویت پہنچا۔

چنانچہ حق تعالیٰ نے یہ تمنائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پوری کر دی۔ عمرؓ کو دولتِ ایمان و ایقان دے کر اسلام کو وہ قوت بخشی کہ کفار تک نے تسلیم کیا کہ ایک عمرؓ اور پیدا ہو جاتا تو پوری دنیا حلقہ بگوشِ اسلام ہو جاتی۔

حضرت امام زین العابدین بن حسین علیہ السلام کا فرمان ہے کہ :-

"خداوند عالم نے انبیائے کرام کے اجساد اور قلوب اعلیٰ ترین طینت سے خلق فرماتے ہیں۔ اور اسی جوہرِ طینت سے مومنین کے دل بنائے۔"

(اصول کافی ص ۲۵۴)

حضرت عمرؓ بھی اسی جوہرِ طینت کے مظہرِ اتم تھے۔ اسی لئے حضور نبی کریم صل[ی اللہ] علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ :-

Marfat.com

"اگر میرے بعد بھی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتے۔" (جامع الترمذی)

دعائے رسالت مآبؐ کی بدولت حضرت عمرؓ کے دل میں اسلام کے خلاف جو کینہ تھا وہ نکال دیا گیا تھا۔ کیونکہ جس کے دل میں کینہ ہوگا۔ وہ نہ مومن ہوگا۔ نہ جنت میں جائے گا۔ جیسا کہ اس آیتِ کریمہ سے ظاہر ہے:۔

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ ۔ (الاعراف پ۸) آیت ۴۲) — یہ خوش نصیب درشار جنت ہیں جن کے دل ہم نے کینہ سے پاک کر دیئے ہیں۔

شرفِ عمرؓ

حضرت عمرؓ کے مشرّف بہ اسلام ہونے کا پہلا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمانوں کو اب خانہ کعبہ میں نماز پڑھنے کی جرأت ہوگئی۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا ارشاد ہے:۔

"اب تک ہم کعبہ کے سامنے نماز ادا نہ کر سکتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے اظہارِ اسلام کے ساتھ ہی ہمارے اس استحقاق کے لئے قریش سے مقابلہ کر کے خود کعبہ میں نماز ادا کی اور ہم نے بھی ان کے صدقے میں۔ (وہاں پہلی دفعہ نماز پڑھی)" (مستدرک حاکم۔ ج ۳۔ ص ۸۳)

علاوہ ازیں یہ شرف بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حاصل ہوا کہ ان کی خواہش مطابق حق تعالےٰ نے قرآن کریم کی بعض آیات نازل فرمائیں۔

ایک مرتبہ حضرت ابنِ عباسؓ نے حضرت عمرؓ سے سوال کیا کہ بارِ خلافت اٹھانے کے لئے کونسی خصوصیات لازم ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا:۔

اے ابنِ عباسؓ! بارِ خلافت ایسے قوی شخص کے لئے موزوں ہے۔

Marfat.com

جس میں یہ تین خوبیاں ہوں :۔

(۱) اس کی سختی، درشتی سے ملوّث نہ ہو۔

(۲) اس کی نرمی بزدلی سے مبرا ہو۔

(۳) اس کی سخاوت میں بخل کا دخل نہ ہو۔

یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد سیدنا ابن عباسؓ نے فرمایا :۔

کان عمر لذلک واللّٰہ ۔ بخدا۔ عمرؓ کی ذات میں یہ تمام صفات جمع تھیں۔

(استیعاب ابن عبدالبر)

یہ تمام خصوصیات صرف دعائے محمدؐ کی بدولت تھیں۔ اور انہی کی بدولت اسلام کو وہ قوّت و شوکت عطا ہوئی۔ جس کے خود رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم متمنی تھے۔ مگر آج انہیں نشانہ سب و شتم بنایا جاتا ہے۔ جن کے متعلق ایک جرمن محقق پروفیسر ایڈورڈز فاؤ یہ لکھنے پر مجبور ہوگیا ہے کہ :۔

"عمرؓ کے ہر فعل کا سرچشمہ صرف یہ خیال ہوتا تھا کہ اللہ کے احکام۔ محمدؐ و ابوبکرؓ کے نمونہ پر عمل کریں۔" (تاریخ و سیاسیات جلد ۲ حصہ سوم ص ۵۲)

محبت و مؤدت قبل از اسلام عمرؓ کے تفاوت کی وجہ سے حضرت عمرؓ و حضرت علیؓ کے باہمی کوئی تعلقات نہ تھے۔ اسلام لانے کے بعد بفحوائے سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَٰنُ وُدًّا۔ حق تعالیٰ نے ان کے دلوں میں محبت پیدا کردی۔ حضرت علیؓ کی دختر اور حضرت حسینؓ کی ہمشیرہ اور رسول اللہؐ کی نواسی حضرت ام کلثوم کی جب سے حضرت عمرؓ سے شادی ہوئی۔ اس کی وجہ سے ان کی دینی اور اسلامی محبت و مودّت میں اضافہ ہوگیا۔ باہمی تعلقات بہت

Marfat.com

گھرے ہوگئے۔ حضرت علیؓ کی بیویوں اور صاحبزادیوں سے محرمیت قائم ہونے کی وجہ سے زنانہ آمدورفت میں کوئی رکاوٹ نہ رہی۔ حضرت علیؓ، حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں بھی ان کے خیر خواہ اور اوقات نماز با جماعت میں ان کے مقتدی رہے۔

مظاہرۂ محبت لوگ عموماً اپنے لڑکوں کا نام رکھتے وقت نیک فال اور برکت کا خیال رکھتے ہیں۔ برکت ہی کے خیال سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صاحبزادہ کا نام، اپنے جدِ اعلیٰ خلیل اللہ علیہ السلام کے نام پر ابراہیم رکھا تھا۔ اور حضرات حسنین کا نام، جو حضرت علیؓ نے حرب رکھا تھا۔ بدل کر رسول اللہؐ نے حسنؓ اور حسینؓ رکھ دیا تھا۔ اسی دستور کے تحت حضرت علیؓ نے برکت کی امید پر اپنے پہلے صاحبزادہ کا نام، اپنی سب سے زیادہ اور محبوب ترین ہستی یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر محمد رکھا۔ اصحابِ ثلاثہ سے بھی چونکہ حضرت علیؓ کے خلوص ومحبت کے تعلقات تھے۔ اس لئے آپؓ نے اپنے دوسرے لڑکے کا نام ابوبکر۔ تیسرے لڑکے کا نام عمر اور چوتھے لڑکے کا نام عثمان رکھا۔ پانچویں لڑکے کا نام اپنے چچا کے نام پر عباس اور چھٹے لڑکے کا نام اپنے بھائی کے نام پر جعفر رکھا۔ یہ اقدام اس بات کے شاہد عدل ہیں کہ حضرت علیؓ کو تینوں خلفائے راشدین سے بڑی محبت تھی اور آپ انکا بڑا ادب واحترام کرتے تھے۔

یہ رشتۂ مودت صرف علیؓ تک محدود نہ رہا۔ حضرت علیؓ کی اولاد بھی حضرت عمرؓ سے غایت ومحبت وعقیدت رکھتی تھی۔ اسی لئے حضرت حسنؓ بن علیؓ نے اپنے ایک صاحبزادے کا نام ابوبکر اور دوسرے کا نام عمر رکھا۔ حضرت حسینؓ نے بھی اپنے ایک صاحبزادے کا نام عمر رکھا۔ اس کے بعد حضرت حسینؓ کے صاحبزادے

Marfat.com

حضرت زین العابدینؒ نے بھی اپنے لڑکے کا نام عمر رکھا۔ ان کے علاوہ حضرت علیؓ کے ایک اور صاحبزادے حضرت محمد بن حنیفہ نے بھی اپنے صاحبزادے کا نام عمر رکھا۔ حضرت علی کے صاحبزادے عمر بن علی نے اپنے بیٹے کا نام محمد رکھا اور پھر انہوں نے اپنے بیٹے کا نام عمر رکھدیا۔ اس طرح خیر و برکت کی خاطر یہ نام حضرت علیؓ کی چار پشتوں تک ان کے خاندان میں گردش کرتے رہے۔ اگر خدانخواستہ ان کے درمیان کوئی رنجش۔ دشمنی۔ کینہ یا بغض و عناد ہوتا تو وہ اس طرح یہ نام نہ رکھتے اس کے مقابلہ میں محبانِ علی کے بغض و عناد کا یہ عالم ہے کہ وہ ابوبکرؓ۔ عمرؓ و عثمانؓ کا نام رکھنا یا سننا بھی گوارا نہیں کرتے بلکہ انہیں مغلظات سناتے ہیں۔ جس پر ایک ایرانی شاعر نے کہا۔

ع زعمر خویش بیزارم کہ او نامِ عمر دارد

خراجِ عقیدت حضرت علیؓ، حضرت عمرؓ کی ذات و صفات سے اتنے متاثر تھے کہ جس وقت حضرت عمرؓ بعد شہادت کفن میں لپٹے پڑے تھے۔ حضرت علیؓ، حضرت عمرؓ کے پاس آئے اور فرمایا:۔

" تم پر اللہ کی رحمت ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نامۂ اعمال کے بعد کسی بھی شخص کا نامۂ اعمال ایسا نہیں ہے کہ مجھ کو اس کی تمنا ہو کہ جو کچھ اس کے نامۂ اعمال میں ہے۔ کاش! میں اسکے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور میں حاضر ہوتا" (تاریخ الخلفا صـ ۹۲ مطبوعہ ۱۸۹۰ء لندن مکتبہ مجتبائی بحوالہ مستدرک حاکم بروایت حضرت جابر بن عبداللہ)

حضرت علیؓ ان کے جنازے کے قریب کھڑے اتنے روئے کہ آپ کی ریش مبارک

تر ہو گئی۔ (ریاض النضرہ جلد ۲۔ صہ۷۷)

جنازے پر یہ کیفیت دوستوں کی ہوتی ہے۔ دشمنوں کی نہیں ہوتی۔

نہج البلاغہ کی رو سے حضرت علیؓ نے فاروق اعظمؓ کو مسلمانوں کا ملجا و ماویٰ اور ان کے مذہب کو "دین اللہ" قرار دے کر اتحاد ملی کا جو ثبوت دیا۔ ان کے محبین کی رائے حضرت عمرؓ کے متعلق اس کے سرا سر الٹ ہے اور نفاق بین المسلمین کا موجب ہے۔ ببیں تفاوت رہ از کجا تا بہ کجا۔

حسنِ مشورت

مشہور مورخ بلاذری لکھتے ہیں کہ:-

(۱) حضرت علیؓ اور آپ کے خاندان کے دیگر اکابر حضرت عمرؓ کے مشیرانِ خاص تھے۔ (فتوح البلدان)

(۲) حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ کے مشورہ سے اسلامی تاریخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے مقرر کی۔ (کامل ابن کثیر صہ۴ جلد۔ تاریخ الخلفاء سیوطی صہ۸۹)

(۳) حضرت علیؓ نے حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کو حکومت و عدالت کے مسائل میں گرانقدر مشورے دیئے۔ مثلاً حضرت عمرؓ کے زمانۂ خلافت میں ان کے سامنے ایک زانیہ عورت لائی گئی۔ حضرت عمرؓ کو اس کے حاملہ ہونے پر شک گزرا انہوں نے حضرت علیؓ سے اس پر حد جاری کرنے کے سلسلہ میں رائے طلب کی۔ حضرت علیؓ نے مشورہ دیا کہ بچہ جننے کی مدت تک اس کو سزا سے معاف رکھا جائے۔ اسلئے کہ عورت پر حد جاری کرنے کا حق تو خلیفہ کو حاصل ہے۔ مگر اس کے پیٹ میں جو بچہ ہے۔ وہ بے گناہ ہے۔

اس پر حضرت عمرؓ نے مزید ایک تنقیح قائم کی۔ جس پر حضرت علیؓ نے فرمایا

Marfat.com

کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تین اشخاص مرفوع القلم ہیں۔ سویا ہوا شخص تاوقتیکہ وہ بیدار نہ ہو۔ بچہ، تاوقتیکہ وہ سن شعور کو نہ پہنچ جائے۔ اور فاترالعقل۔ تاوقتیکہ اس کی عقل دوبارہ صحیح کام نہ کرنے لگے۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا بالکل بجا اور درست!

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ یہ عورت فلاں قبیلہ سے تعلق رکھتی ہے۔ جو فاترالعقل مشہور ہے۔ ہو سکتا ہے کہ زانی نے اس کی عصمت پر اس وقت ڈاکہ ڈالا ہو جب وہ ہوش وحواس میں نہ ہو۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا "یقینی طور پر تو یہ مجھے معلوم نہیں۔"

حضرت علیؓ نے فرمایا "یقینی طور پر تو میں بھی اسکا کچھ علم نہیں رکھتا۔"

حضرت علیؓ کے اس استدلال پر حضرت عمرؓ نے شک کا فائدہ دیتے ہوئے اس عورت کو معاف کر دیا۔

(۴) حضرت عمرؓ کے زمانۂ خلافت میں ایک عورت کہیں جا رہی تھی۔ راستے میں اسے سخت پیاس لگی۔ صحرائی علاقہ ہونے کی وجہ سے دور دراز تک کہیں پانی کا نام ونشان نہ تھا۔ شدتِ پیاس سے عورت سخت پریشان ہو گئی۔ اسی اثنا میں ایک چرواہا ادھر آنکلا۔ جس کے پاس پانی کا مشکیزہ تھا۔ عورت کے پانی طلب کرنے پر چرواہانے یہ شرط لگادی کہ اگر وہ اس کی جنسی پیاس بجھانے کا وعدہ کرے تو پانی مل سکتا ہے۔ عورت شدتِ پیاس سے بیتاب تھی۔ اسلئے اس نے چرواہے کی شرط قبول کر لی۔ اور مجبوراً جرم کا ارتکاب کر بیٹھی۔ معاملہ جب حضرت عمرؓ کے سامنے آیا۔ تو حضرت عمرؓ نے لوگوں

Marfat.com

اس پر رحم کرنے کے متعلق استفسار کیا۔ حضرت علیؓ نے آپ کو مشورہ دیا کہ:-
"یہ عورت مجبوری کی حالت میں اس جرم کی مرتکب ہوئی ہے۔ اس لئے
اسے معاف کر دیجئے۔" (علی۔ شخصیت و کردار صہ ۲۲۵ - ۲۲۶)

اعانت و خیر خواہی

حضرت علیؓ کی اسی بالغ النظری کی بنا پر حضرت عمرؓ نے فرمایا تھا کہ:- اَقضٰنا علیٌّ۔
امر قضا میں، ہم میں سب سے زیادہ علم والے علیؓ ہیں۔ (بخاری جلد ۲ صہ ۶۴۴)

حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ کی حکمتِ بالغہ، ذہنی اور فکری صلاحیتوں سے اتنے متاثر تھے کہ علیؓ کے لئے یہ دعا فرمایا کرتے تھے:-

اطال اللہ بقاءک ایدک اللہ۔ اللہ تعالےٰ آپ کی عمر دراز کرے اور آپ کی تائید کرے۔ (تاریخ الخلفا سیوطی صہ ۹۲ مطبوعہ لاہور)

حضرت علیؓ کے حق میں پہلے پہل یہ دعا یہ الفاظ حضرت عمرؓ نے فرمائے تھے۔ حضرت عمرؓ نے اپنے بعد خلیفہ منتخب کرنے کے لئے اپنے آخر وقت میں چھ صحابہ کرام کی جو مجلس شوریٰ قائم کی۔ اس میں حضرت علیؓ بھی شامل تھے۔

(تحفۃ الاحباب فی تاریخ الاصحاب باب سوم صہ ۱۰۶)

ان حضرات کی خوش اعتمادی، مخلصانہ تعلقات اس حد تک بڑھے ہوئے تھے حضرت عمرؓ اگر حضرت علیؓ کو دعا دے رہے تھے تو حضرت علیؓ بھی ازراہ خیر خواہی حضرت عمرؓ کو آنے والے خطرات سے بچاتے رہتے تھے۔ جیسا کہ واقعہ ذیل سے ظاہر ہے۔
مسلمان ایرانیوں اور رومیوں کی جنگ جب ایک نازک مرحلہ پر پہنچ گئی، تو حضرت [illegible] نے فرمایا:-

Marfat.com

"اگر آپ خود دشمن کے مقابلہ کے لیے باہر گئے اور خدانخواستہ کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش آگیا تو مسلمانوں کی مرکزیت ختم ہوجائے گی۔ اسلئے مصلحت کا تقاضا یہ ہے کہ آپ کسی تجربہ کار سپہ سالار کو اس مہم پر بھیجیں اگر خدا نے کامیابی بخشی تو ہماری مراد بر آئے گی۔ اور اگر ناکامی ہوئی تو پیچھے مسلمانوں کا ایک مرکز تو باقی رہے گا۔ جہاں وہ دوبارہ مجتمع ہوسکیں گے۔" (علی، شخصیت و کردار صہ ۱۸۵)

چنانچہ حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ کے اس مشورہ کو قبول کرلیا۔ ایسے ہی فہم و فراست کے واقعات پر حضرت عمرؓ نے ایک دفعہ حضرت علیؓ کو ان الفاظ میں خراجِ تحسین پیش کیا:۔

مولا علیؓ لھلک عمر۔ اگر علیؓ نہ ہوتے تو عمرؓ ہلاک ہوجاتے۔

ادب و احترام حضرات شیخین اور حضرت علیؓ ایک دوسرے کا بڑا ادب و احترام کرتے تھے۔ اور ایک دوسرے سے بڑی محبت و عزت سے پیش آتے تھے۔

شارح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید لکھتے ہیں کہ:۔

"(حضرت) علیؓ (حضرت) عمرؓ کو اس وقت سے جب سے وہ خلیفہ ہوئے ان کی کنیت سے مخاطب نہیں کرتے تھے۔ بلکہ امیر المومنین کہہ کر خطاب کرتے تھے۔ اور یہ بات اسی طرح کتب و حدیث و کتب سیرو تاریخ میں بیان ہوئی ہے۔" (شرح البلاغہ جلد ۲۔ صہ ۶۴۳۔ مطبوعہ ایران)

آئندہ خلیفہ کے انتخاب کے بارے میں ایک مرتبہ حضرت عمرؓ سے دریافت کیا

Marfat.com

گیا کہ کون موزوں رہے گا ۔ تو آپ کی نظر انتخاب حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ پر پڑی
مگر ترجیح حضرت علیؓ کو دی اور فرمایا :۔

" میرے خیال میں دو ہی شخص اس منصب کے اہل ہیں ۔ ایک علیؓ اور
دوسرے عثمانؓ !! عثمانؓ اگر اس منصب پر فائز ہوئے تو ان میں نرمی ہے
اور اگر اس منصب نے علیؓ کو اپنے لئے منتخب کیا تو ان میں خوش مزاجی
ہے ۔ مجھے امید ہے کہ وہ اپنے اس وصف کی بناء پر کام چلائے جائیں گے "۔

(علی ۔ شخصیت و کردار صہ ۳۹)

خوش اعتمادی

① حضرت علیؓ پر حضرت عمرؓ کے اعتماد کا یہ عالم تھا کہ ۱۴ھ
میں ایرانی مہم کے امیر لشکر مثنٰی بن حارثہ کی مدد کے لئے حضرت
عمرؓ نے اپنی کمان میں امدادی فوج لے لی ۔ اور دیگر امراء کو بھی لکھا کہ مثنٰی کی امداد
کو پہنچو ۔ اس مہم پر روانگی کے لئے حضرت عمرؓ نے اپنے بعد مدینہ منورہ کا حضرت
علیؓ کو خلیفہ مقرر کیا ۔

② یحیٰی بن عقیل کہتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ حضرت علیؓ سے کچھ پوچھتے اور ان
کے جواب سے خوش ہوتے تو فرماتے :۔

" اے علیؓ ! تیرے بعد خدا مجھے زندہ نہ رکھے "۔

③ عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ :۔

" عمرؓ نے ہمیں خطبہ سنایا اور کہا " ہم میں علیؓ بڑے قاضی ہیں "۔

حضرت عمرؓ کا ارشاد تھا کہ :۔

" جب علیؓ مسجد میں ہوں تو کوئی شخص فتویٰ بیان نہ کرے "۔

Marfat.com

(۶) شراب نوشی کی سزا چالیس کوڑے تھی۔ جنابِ صدیقِ اکبرؓ نے بھی یہی حد قائم رکھی۔ ابتدائے خلافت میں حضرت عمرؓ بھی یہی حد جاری کرتے رہے۔ جب شراب نوشی نے زور پکڑا تو لوگوں نے مروّجہ سزا کو ناکافی سمجھا۔ جس پر حضرت عمرؓ نے صحابہ کرامؓ سے مشورہ کیا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا۔

"ہم دیکھتے ہیں کہ جب کوئی شراب پیتا ہے تو مست ہو جاتا ہے۔ جب مست ہو جاتا ہے تو ہذیان بکنے لگتا ہے۔ جب اس نے ہذیان بکا۔ تو جھوٹ بولا اور جھوٹ کی سزا (۸۰) اسّی کوڑے ہے۔ لہٰذا اسے مفتری یعنی جھوٹے ہونے کی سزا دینی چاہیئے۔"

اس صراحت کے بعد حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ کا یہ قول اخذ کر کے شراب نوشی کی سزا (۸۰) کوڑے مقرر کر دی۔

قدر شناسی سیدنا فاروق اعظمؓ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عم بزرگوار حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ کا بہت خیال رکھتے تھے۔ اسی لئے آپ نے نخلستان بنو نضیر کا انتظام حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ کے سپرد کر رکھا تھا۔

(۲) ایک سال امساکِ باراں کی وجہ سے قحط پڑ گیا تو حضرت فاروق اعظمؓ نے حضرت عباسؓ کے ساتھ نمازِ استسقاء پڑھی اور ان کے وسیلہ سے دعا مانگی۔

(۳) عبداللہ ابن عباسؓ تو برابر حضرت عمرؓ کی زیرِ تربیت رہے۔ وظائف مقرر کرتے وقت حضرت عمرؓ خاندانِ نبوّت کا بہت خیال رکھتے تھے۔ ا[illegible]

Marfat.com

لئے دظائف کے رجسٹر میں سب سے پہلے حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ کے نام لکھے گئے۔ اور وظائف میں بھی ان کا خاص لحاظ رکھا گیا۔ ازواجِ مطہرات کے وظیفوں کی مقدار سب سے زیادہ تھی۔ ان کے بعد اصحابِ بدر کا درجہ تھا۔ اگرچہ حضرت حسنؓ اور حسینؓ اس گروہ میں نہ تھے۔ مگر ان کے وظائف بھی اسی حساب سے مقرر ہوئے۔

(۴) فتح مدائن کے موقعہ پر حضرت عمرؓ نے اپنے لڑکے عبداللہ کو پانسو درہم دیئے مگر امام حسنؓ اور امام حسینؓ کو ایک ایک ہزار درہم عطا کئے۔

سید مسعود احمد امیر جماعت المسلمین کراچی لکھتے ہیں کہ:۔

"اسلام کے خلاف بہت سی سازشیں برپا ہوئیں۔ متعدد قسم کے زہر پھیلائے گئے۔ دشمنانِ اسلام نے مختلف لبادے اوڑھے۔ اسلام سے باہر رہ کر بھی اسلام کی بیخ کنی کی اور بظاہر اسلام میں داخل ہو کر منافق کی حیثیت سے بھی سازشیں کرتے رہے۔ منجملہ ان سازشوں کے ایک سازش یہ بھی کی کہ اسلام کی تاریخ کو مسخ کر کے اس دور کے اکابر پر اسی قسم کے الزامات لگائے گئے۔ خود ساختہ واقعات کو رنگ آمیزی اور نمک مرچ لگا کر اسطرح پیش کیا کہ پڑھنے والے اپنے اکابر کے متعلق بدظنی کا شکار ہو گئے۔ اور پھر ان تمام زہر افشانیوں۔ اختراپردازیوں کو تاریخ میں اسطرح سمو دیا کہ جھوٹ اور سچ میں تمیز کرنا مشکل ہو گیا۔"

(الاسلام - ۱۸ مارچ ۱۹۷۷ء)

Marfat.com

حضرت عثمانؓ و حضرت علیؓ

اعترافِ عظمت سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ :-

" عثمانؓ ہم سب سے بڑھ کر صلہ رحمی کرنے والے اور متقی و پرہیزگار بزرگ تھے "

پھر فرمایا :-

" میرا ۔ طلحہؓ ۔ زبیرؓ اور عثمانؓ کا معاملہ اس آیت کے مصداق تھا :-

وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِم مِّنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَىٰ سُرُرٍ مُّتَقَابِلِينَ ۝ (سورہ الحجر ۱۴ آیت ۴۷)

ہم نے ان کے سینوں سے ہر قسم کے رشک و حسد کو دور کر دیا ۔ اب وہ بھائی بھائی ہیں ۔ ایک دوسرے کے سامنے تختوں پر بیٹھے ہیں ۔

(سیدنا عثمان بن عفان صہ ۱۲)

ایک دوسرے موقعہ پر حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا :-

۱ ۔ یُدْعٰی فِی الْمَلَاءِ الْاَعْلیٰ ذَا النُّوْرَیْنِ سیدنا عثمانؓ کو فرشتوں کے عالم میں ذوالنورین کے نام سے پکارا جاتا ہے ۔

۲ ۔ مَنْ تَبَرَّا مِنْ دِیْنِ عُثْمَانَ فَقَدْ جس نے عثمانؓ کے دین

Marfat.com

تَبَرَّا مِنَ الْاِیْمَانِ ۔ کی وہ ایمان سے خارج ہے ۔ (بحوالہ صدر)

ثبوتِ یگانگت حضرت ابو سعید خدری رضؓ سے روایت ہے کہ میں نے ایک خوبصورت لڑکے کو حضرت علیؓ کے پاس بیٹھے دیکھا تو کہا :۔

" خدا تمہیں اس لڑکے سے محفوظ رکھے ۔ جو تمہارے پاس بیٹھا ہے "

حضرت علیؓ نے کہا :۔

" یہ میرا بیٹا عثمان ہے ۔ میں نے اس کا نام حضرت عثمانؓ کے نام پر رکھا ہے ۔ میں نے اپنے بعض بچوں کے نام حضرت عمرؓ اور حضرت عباسؓ کے نام پر بھی رکھے ہیں ۔ بلکہ حضورؐ کے نام پر بھی ۔ اور حسن، حسین، اور محسن کا نام حضورؐ نے رکھا ہے " (الموافقۃ بین اہل بیت والصحابہ)

آپ کے ایک صاحبزادے کا نام حضرت صدیقِ اکبرؓ کے نام پر ابوبکر تھا ۔ یہ نامزدگیاں اصحاب اربعہ کی باہمی محبت و یگانگت کا عملی ثبوت ہیں ۔

شرفِ ذوالنورین اسلام لانے کے تھوڑے عرصہ بعد ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ کی پرہیزگاری ۔ تقویٰ اور پاکیزہ خیالات و عادات کی بنار پر اپنی دختر نیک اختر سیدہ رقیہؓ کی شادی آپ سے کردی ۔ آپؓ نے اپنی اہلیہ سیدہ رقیہؓ کے ہمراہ سب سے پہلے راہِ خدا میں حبشہ کی طرف ہجرت کی اور دوسری مرتبہ آپ مدینہ منورہ ہجرت کر گئے ۔

جب سیدہ رقیہؓ وفات پاگئیں تو وحی الٰہی کی بنار پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دوسری صاحبزادی سیدہ اُمِ کلثوم کا نکاح آپ سے کردیا ۔ جس

Marfat.com

کی وجہ سے آپ ذوالنورین مشہور ہو گئے۔

آپ کے سوا یہ شرف کسی کو حاصل نہ ہوا اور نہ وحی الہٰی کی بنیاد پر کوئی دوسرا نکاح ہوا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عثمانؓ اتنے عزیز تھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عثمانؓ سے فرماتے سنا کہ اگر میری چالیس لڑکیاں ہوتیں تو میں یکے بعد دیگرے سب کی شادی اس سے کر دیتا" (رواہ ابن عساکر)

حضرت ابن عباسؓ کی روایت میں چالیس کی بجائے سو لڑکیوں کا ذکر ہے۔ اسی ایک واقعہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی عظمت و فضیلت کا بآسانی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

فضیلتِ عثمانؓ

علاوہ ازیں آپ عشرہ مبشرین میں سے تھے۔ آپ کی اسلامی خدمات کی بنا پر کئی بار حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو جنت کی بشارت دی تھی اور آپ بمعہ حضرت علیؓ اس مجلسِ شوریٰ کے رکن تھے۔ جس نے خلیفہ سوم کا انتخاب کرنا تھا۔ اور از روئے قرآن آپ کا شمار السابقون الاولون میں ہوتا ہے۔ جن کو حق تعالےٰ نے جنت کی بشارت دی۔ ہجرت کرنے والوں میں بھی آپ پیش پیش تھے اور اس بنا پر بھی آپ بروئے قرآن مستحق جنت ٹھہرائے گئے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ گرامی کے مطابق آپ کامل الحیاء والا یمان تھے۔ اور دنیا و آخرت دونوں میں رفیق رسولؐ قرار پائے تھے۔ حضور

Marfat.com

نے فرمایا کہ :-

" ہر نبی کا ایک رفیق ہوتا ہے ۔ اور میرا رفیق جنت میں عثمان ہوگا" (ترمذی)

حضرت ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اول شب سے طلوع فجر تک حضرت عثمانؓ کے لئے ہاتھ اٹھا اٹھا کر دعا کرتے رہے فرماتے تھے :-

" اے اللہ! میں عثمانؓ سے راضی ہوں تو بھی عثمان سے راضی رہ "

(البدایہ والنہایہ)

جمعیت ... لاہور پاکستان
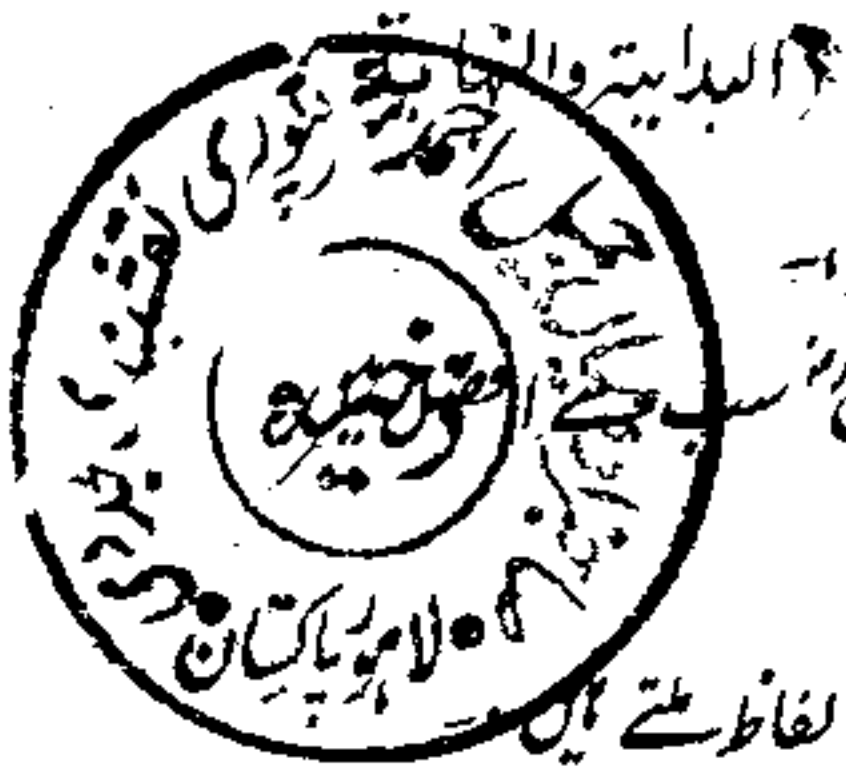
سیدنا علیؓ رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی ہے کہ :-

" اس امت میں ابوبکرؓ کے بعد عمر فاروقؓ سب سے افضل ہیں

پھر عثمان ذوالنورین اور پھر میں "

ایک دوسری روایت میں حضرت علیؓ کے یہ الفاظ ملتے ہیں

" حضرت عثمانؓ ہم سب سے افضل تھے "

بغض و عناد

جس ہستی سے خدا و رسولؐ راضی ہو اور جس کا خود رسول اللہؐ دعا گو ہو اور جسے متعدد بار جنت کی بشارت دی گئی ہو ۔ اس کے ساتھ بغض و عناد اللہ و رسولؐ کے نزدیک کیسے قابل برداشت ہو سکتا ہے ۔

ترمذی میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازہ پر تشریف لائے ۔ مگر نماز جنازہ نہ پڑھی ۔ جب اس کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا :-

" یہ شخص حضرت عثمانؓ سے بغض رکھتا تھا ۔ اس لئے اللہ عزوجل بھی

Marfat.com

اس کو مبغوض رکھتے ہیں"

اس لئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنا، اللہ اور اس کے رسول سے بغض رکھنے کے مترادف ہے۔ کہ انہوں نے آپ کو اتنی فضیلت کیوں بخشی!

سبائیوں کا اعتراض | سبائیوں نے حضرت عثمانؓ پر دو بہتان تراشے کہ:- (۱) عثمانؓ اپنے اہلِ خاندان سے محبت کرتا ہے اور

(۲) ان کو عطیات دیتا ہے۔

شیعہ مورخ کی طبری میں ان الزامات کے بارے میں حضرت عثمانؓ کا بیان نقل ہوا ہے۔ جس میں انہوں نے فرمایا:-

(۱) "اہلِ خاندان کے ساتھ میری محبت نے مجھے ظلم و جور پر مائل نہیں کیا۔ بلکہ میں ان کے حقوق ادا کرتا ہوں"

(۲) "میں نے جو کچھ اپنے اقارب کو دیا ہے۔ اپنے مال سے دیا ہے۔ مسلمانوں کا مال نہ میں اپنے لئے حلال سمجھتا ہوں اور نہ کسی اور کیلئے۔ نہ ہی اس میں سے اپنا گزارہ تک لیتا ہوں۔ میں کھانا بھی اپنے مال میں سے کھاتا ہوں"

(طبری۔ جلد ۲۔ صہ ۳۸۵)

امامت کا سوال | جس زمانہ میں باغیوں نے آپ کا محاصرہ کر رکھا تھا تو آپ نماز پڑھانے مسجد میں تشریف نہ لے جا سکتے تھے باہر سب باغی موجود تھے۔ نماز کے وقت لازماً امیر المومنین کی عدم موجودگی میں باغیوں میں سے کسی نے امامت کرنی تھی۔ اس لئے لوگوں نے پوچھا کہ ہم ان کے پیچھے نماز پڑھیں یا نہ پڑھیں؟

Marfat.com

حضرت عثمانؓ نے فرمایا:-

"نماز اچھا کام ہے۔ جب لوگوں کو اچھا کام کرتے ہوئے دیکھو تو ان کے ساتھ شریک ہو جایا کرو۔ ہاں برے کام میں انکے ساتھ شرکت نہ کرو۔"

محاصرہ کے وقت حضرت علیؓ معہ حضرت حسنؓ۔ عبداللہ بن عمرؓ وغیرہ حضرت عثمانؓ سے اجازت طلب کر رہے تھے کہ:-

"یہ لوگ آپ کو قتل کر دینے پر تلے ہوئے ہیں۔ ہمیں ان سے جنگ کرنے کا حکم دیجئے۔"

حضرت عثمانؓ نے فرمایا:-

"جو شخص اللہ کا حق تسلیم کرتا ہو اور میرا حق بھی مانتا ہو۔ میں نہیں چاہتا کہ اسکا خون میری ذات کے لئے بہے!"

حضرت علیؓ نے اس پر دوبارہ اپنی پہلی بات دہرائی اور حضرت عثمانؓ نے اپنا پہلا جواب دہرایا۔ اس کے بعد حضرت علیؓ خلیفہ کے پاس سے اٹھ کر مسجد میں چلے گئے۔ نماز کا وقت ہو چکا تھا۔ لوگوں نے آواز دی کہ

"آگے بڑھیئے اور نماز پڑھایئے۔"

حضرت علی نے فرمایا:-

"امام محصور ہے۔ اس لئے میں تمہاری امامت کو جائز نہیں سمجھتا۔ میں تنہا نماز ادا کرونگا۔" (علی۔ شخصیت اور کردار ص ۹۵)

حفاظتی اقدام حضرت علیؓ نماز سے فارغ ہونے کے بعد گھر تشریف لے گئے اور اپنے دونوں بیٹوں اور چند دوسرے فرزندانِ صحابہؓ

Marfat.com

کو خلیفہ کے گھر کی نگرانی پر مامور فرما گئے۔ تاکہ باغیوں کو محسوس ہو جائے کہ اگر باغیوں نے خلیفۃ المسلمین کے ساتھ کوئی زیادتی کی تو یہ زیادتی اسلام کے خلاف تصوّر ہوگی۔ مگر باغیوں نے اس کی پرواہ نہ کی اور وہ پڑوسیوں کی چھتوں سے پھلانگ کر حضرت عثمانؓ کے گھر میں گھس گئے اور انہیں شہید کر ڈالا۔ اس وقت حضرت علیؓ چند نمازیوں کے ساتھ مسجد نبوی میں ہی بیٹھے تھے کہ اس خونِ ناحق کی آپ کو خبر ملی۔ عباس محمود العقاد لکھتے ہیں کہ :-

"حضرت علیؓ تیزی سے خلیفہ شہید کے مکان پر پہنچے۔ پہنچتے ہی حضرات حسنؓ و حسینؓ کو طمانچہ رسید کیا۔ محمد بن طلحہ اور عبداللہ بن زبیر کو سخت سست کہا اور اپنے دونوں بیٹوں سے باز پرس کرتے ہوئے کہا :-

تم دونوں کے دروازے پر ہوتے ہوئے باغیوں نے خلیفہ کو کیسے شہید کر دیا؟

طلحہ نے جواب دیا :-

"آپ انہیں ماریئے پیٹئے نہیں۔ نہ برا بھلا کہیئے۔ اگر مروان نے مداخلت کی ہوتی تو عثمانؓ شہید نہ ہو سکتے تھے"۔ (علی۔ شخصیت و کردار صد ۱۰۷)

انسان جھوٹ بول سکتا ہے۔ مگر واقعات جھوٹ نہیں بولتے۔ مذکور الصدر واقعہ بذات خود اس امر کی شہادت دے رہا ہے کہ باغیوں کا کردار حضرت علیؓ کے لیے باعثِ تشویش تھا۔ اسی لیے انہوں نے حضرت عثمانؓ کی حفاظت کے لئے اپنے صاحبزادوں اور دیگر نوجوانوں کو خلیفہ کے مکان پر متعیّن فرمایا۔ خلیفہ کی شہادت پر اپنے پسران کو مارا اور ان سے باز پرس کی۔ اگر حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ

Marfat.com

اچھا نہ سمجھتے یا ان کے دل میں حضرت عثمانؓ کے متعلق کوئی کدورت یا نفرت ہوتی تو وہ اتنے پریشان کیوں ہوتے ؟ حضرت علیؓ کے اس حفاظتی اقدام اور امیرالمومنین کے محاصرہ، معذوری و مجبوری کی وجہ سے ان کی جگہ امامت کرنے سے کیوں انکار فرماتے۔ ان امور سے عیاں ہے کہ ان اکابر کے باہمی تعلقات نہایت خوشگوار تھے۔

حسن موازنہ جہاں ایک طبقہ حُبِ علیؓ میں حضرت عثمانؓ کو برا بھلا کہتا ہے وہاں دوسرا طبقہ اس بحث میں الجھا رہتا ہے کہ ان دو میں سے افضل کون ہے۔ اس کا بہترین تجزیہ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ محدث دہلوی نے اپنے رسالہ سرالجلیل فی مسئلۃ التفضیل میں یوں کیا ہے:۔

"حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ دونوں کے فضائل ہم پلہ ہیں۔ کیونکہ حضرت عثمان غنیؓ کو قرأت قرآن میں باجماع افضلیت حاصل ہے اور لوگوں کو انہی کے نسخہ قرآن پر جمع کرنا باجماع ثابت ہے اور حضرت علیؓ کو بہ نسبت ان کے فتاویٰ اجتہاد اور روایاتِ حدیث میں زیادتی حاصل ہے۔"

اسی طرح جہاد میں، دست بدست طعن و ضرب میں حضرت علیؓ کے بڑے بڑے کارنامے ہیں اور حضرت عثمانؓ کو معاملاتِ جہاد میں لشکرِ اسلام کی اعانت اور بے دریغ مال خرچ کرنیکی فضیلت حاصل ہے۔ نیز عثمانؓ مسلمانوں کے قتل کرنے میں سخت احتیاط فرماتے تھے اور اپنے قتل ہونے اور قید و حصار کی مشقت برداشت کرنے پر صبر عظیم رکھتے تھے۔ اور حضرت علیؓ کو دشمنوں کے بارے میں اپنی زبان روکنے اور کلمۂ حق کے سوا انکے بارے میں کوئی کلمہ منہ سے نکالنے میں ایک عظیم الشان فضیلت حاصل ہے۔"

Marfat.com

حضرت عائشہؓ اور حضرت علیؓ

معرکہ آرائی

دیگر اصحابِ کبارؓ کی طرح حضرت عائشہ صدیقہؓ بھی اہلِ تشیع کے عتاب کا شکار رہیں۔ اگرچہ ان کی بہتان طرازیوں کو خود خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں جھٹلا دیا۔ مگر انہیں خدا کے فرمان پر بھی اعتبار نہ آیا۔ انہیں دشمنانِ علیؓ کی صف میں کھڑا کر کے ابتک سب و شتم کا نشانہ بنا رہے ہیں۔ حضرت علیؓ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی تھی اور صحابہ کبارؓ میں زندگی گزاری تھی۔ وہ غیر معمولی فہم و فراست کے مالک تھے۔ اور بجا طور پر جنگِ جمل اور جنگ صفین کو سبائیوں کی پیدا کردہ غلط فہمیوں اور ریشہ دوانیوں کا نتیجہ سمجھتے تھے۔ اس لیے ان جنگوں کے فریقِ مخالف سے آپ کا تعلق معرکہ آرائی کے باوجود مشفقانہ اور مربیانہ رہا۔ اور ان کے خلاف ایک لمحہ کے لیے بھی آپ کے دل میں کینہ یا بغض و عناد پیدا نہ ہوا۔ جسکی تائید مندرجہ ذیل واقعات سے ہوتی ہے۔

(۱) جنگ جمل میں حضرت علیؓ کے لشکریوں کے ہاتھوں جب حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ شہید ہوئے تو حضرت علیؓ فوراً گھوڑے سے اتر کر ان کے پاس پہنچے۔ ان کو خود اٹھایا۔ چہرے پر سے غبار صاف کرتے وقت رو پڑے اور فرمانے لگے "کاش میں اس واقعہ سے بیس سال پہلے مر گیا ہوتا"۔ (جمع الفوائد جلد ۲ ص ۲۱۴)

حسن سلوک

(۲) حضرت علیؓ اپنے مخالفین سے انتقام لینے کی بجائے ان کو جنت میں دیکھنے کے آرزومند تھے۔ فرماتے تھے:-

"مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن میں۔ طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم ان لوگوں میں سے ہوں گے۔ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ" (جنت میں) ان کے دلوں کی باہمی کدورتیں نکال دیں گے":

(سنن بیہقی ج ۸ صـ ۱۷۲)

(۳) ایک دوسرے موقعہ پر ان جنگوں میں دونوں طرف سے کام آنیوالوں کے متعلق فرمایا۔
"ان میں سے جو شخص بھی صفائی قلب کے ساتھ مرا ہوگا۔ وہ جنت میں جائے گا": (مقدمہ ابن خلدون)

(۴) جنگ جمل میں طرفین کے جو لوگ کام آئے۔ حضرت علیؓ نے ان سب کی بلا امتیاز نماز جنازہ پڑھی۔

اخلاق و احترام جنگ جمل میں حضرت عائشہؓ حضرت علیؓ کے خلاف لڑنے والی فوج کی سربراہ تھیں۔

(۱) جنگ ہارنے کے بعد حضرت علیؓ نے ان سے وہ سلوک نہ کیا۔ جسکا دشمن مستحق ہوتا ہے۔ بلکہ خاتمہ جنگ کے بعد حضرت علیؓ بہ نفس نفیس حضرت عائشہ صدیقہؓ کی ملاقات کے لئے تشریف لے گئے۔

حضرت عائشہؓ کو ان کی ضرورت کا ہر قسم کا سامان، جو ان کی شان کے شایان ہو سکتا تھا۔ اسی وقت مہیا کر دیا۔ اور

حضرت عائشہؓ کو مدینہ جانے کی اجازت دیدی۔ یہاں تک کہ ان کے جو آدمی لقمہ جنگ ہونے سے بچ گئے تھے۔ ان کو قیدی بنانے کی بجائے اذن عام

Marfat.com

دیدی کہ جو یہاں ٹھہرنا چاہیں۔ وہ یہیں ٹھہر جائیں اور جو جانا چاہیں۔ وہ بے شک چلے جائیں۔

(۴) حضرت علیؓ سے حضرت عائشہؓ کا اکیلا جانا برداشت نہ ہو سکا۔ اس لئے آپ نے بصرہ کی مشہور چالیس عورتوں کو حضرت عائشہؓ کے ہمراہ جانے کے لئے تیار کیا۔ تاکہ ان کا دل لگا رہے۔

(۵) حضرت عائشہؓ کی روانگی کے دن حضرت علیؓ اور دوسرے لوگ حضرت عائشہؓ کو الوداع کہنے آئے تو اس وقت حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔

"اے میرے فرزندو! دیکھو!! ایک دوسرے پر کوئی ملامت نہ کرے۔ میرے اور علیؓ کے درمیان صرف اتنی سی چشمک رہی۔ جتنی ایک عورت اور سسرال والوں میں ہوا کرتی ہے۔ میری اس چشمک کے باوجود ان (علیؓ) کا شمار اخیار (اچھے لوگوں) میں ہوتا ہے"

اسکے جواب میں حضرت علیؓ نے فرمایا۔

"بخدا! انہوں نے سچ کہا۔ میرے اور ان کے درمیان بس اتنی ہی چشمک تھی۔ اور وہ دنیا و آخرت دونوں میں تمہارے نبی کی زوجہ ہیں"

(۶) اس کے بعد محمد بن ابی بکرؓ اور ان کے ساتھیوں نے حضرت عائشہ کو ادب و احترام سے رخصت کیا۔

(۷) مگر امیر المؤمنین حضرت علیؓ حضرت عائشہؓ کو رخصت کرنے کے لئے چند میل خود ان کے ہمراہ پیدل گئے۔ اور

(۸) ایک دن کی مسافت کے لئے اپنے فرزندوں کو بھی ساتھ بھیج دیا۔

(الفخری فی الآداب السلطانیہ والدول الاسلامیہ)

Marfat.com

تبرا کی سزا | حضرت عائشہ صدیقہؓ سے الوداعی ملاقات کر کے جب حضرت علیؓ واپس تشریف لا رہے تھے۔ تو راستے میں آپ کو اطلاع ملی کہ دو آدمیوں نے حضرت عائشہ کی شان میں گستاخی کی ہے۔ آپ نے ان دونوں کو طلب کیا اور بعد اثبات جرم ان کو سو سو دروں کی سزا دی۔" (بحوالہ صدر)

لیکن محبانِ علی نے اس حسنِ اخلاق کا کبھی ثبوت نہیں دیا۔

حسنِ شرافت | حضرت مروان الحکم کا بیان ہے کہ:۔

"جمل کے دن ہوا یہ کہ جب ہم نے پیٹھ دکھائی۔ تو حضرت علیؓ کے منادی نے ندا دی کہ نہ پیٹھ دکھانے والے کو قتل کیا جائے۔ اور نہ زخمی کا کام تمام کیا جائے۔ پھر جنگ کے بعد آپؓ نے تمام لوٹا ہوا مال مسجد میں جمع کرایا اور اعلان کر دیا جائے کہ جس کا مال ہو، لے جائے۔"

یہ دو چشم دید واقعات بیان کرنے کے بعد حضرت مروان الحکم ان پر یوں تبصرہ کرتے ہیں:۔

"میں نے کسی غالب آجانے والے کو حضرت علیؓ سے زیادہ کریم النفس نہیں پایا۔"

حسنِ تبصرہ | متذکرہ بالا شیعہ مورخ کے بیان کردہ واقعات پر مدیر "فیض الاسلام" راولپنڈی اپنے علی نمبر ۱۹۶۷ء میں تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:۔

"حسب بیان شیعہ مورخ، یہ اخلاق و احترام ہے۔ ان ہستیوں کا آپس

Marfat.com

میں، جو ابھی ابھی باہمی حرب و قتال سے فارغ ہوئے ہیں۔ جس میں دس ہزار تک مقتولین کی تعداد پہنچ گئی۔

اسطرح جنگ کے آخری فیصلے پر پہنچ جانے کے بعد، اسی وقت دونوں فریقوں نے اپنے دل سے جنگ کو نکال دیا تھا۔ ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔ کہ ہم جس جنگ کو ختم کر چکے ہیں۔ اس کی بدولت ہمارے بعد امّت کے دو گروہ ہو جائیں گے۔ اور اس جنگ کو قیامت تک کھینچتے چلے جائیں گے۔ اور کئی اسلامی سلطنتیں اس "جنگ" کی نذر ہو جائیں گی۔ اور دینی طور پر بھی دو الگ الگ اسلام بنا لئے جائیں گے۔ پھر ان دو میں سے ہر ایک کے اندر شاخ در شاخ نئے نئے "اسلام" نکلتے رہیں گے۔ جو آپس میں ٹکراتے اور مرتے مارتے رہیں گے۔ اللہ اللہ! کہاں علیؓ۔ عائشہؓ اور معاویہؓ کا اسلام، جو لڑ بھڑ کر اسی وقت معانقہ کر رہا تھا۔ اور کہاں ہمارا آن تھک اسلام جو چودہ سو برس گذر جانے کے بعد بھی اسی طرح خم ٹھونک کر آستینیں چڑھائے ہوئے خنجر بکف مسلم کشی کے نعرے لگا رہا ہے۔" (ص ۱۴۳-۱۴۲)

Marfat.com

امیر معاویہؓ اور حضرت علیؓ

مثالی طرزِ عمل حُبِّ علیؓ میں جن اکابر کے خلاف بغض و عناد اور دشنام طرازی کے مظاہرے کئے جاتے ہیں۔ خود حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ان کے بارہ میں جو طرزِ عمل رہا۔ وہ مثالی حیثیت رکھتا ہے۔

جنگ جمل اور جنگ صفین کے موقعہ پر حضرت علیؓ نے سُنا کہ ایک شخص ان کے مخالف لشکریوں کے حق میں غلو آمیز باتیں کہہ رہا ہے۔ تو آپ نے فرمایا:-

"ان کے بارہ میں بھلائی کے سوا کچھ نہ کہو۔ ان لوگوں نے سمجھا ہے کہ ہم نے ان کے خلاف بغاوت کی ہے۔ اس لئے ان سے قتال کر رہے ہیں"

(منہاج السنۃ صہ ا۶۱۔ ج ۲)

جس سے صاف عیاں ہیں کہ دونوں فریقوں کے دلوں میں بغض و عناد نہیں تھا۔ بلکہ وہ دونوں نیک نیتی سے خود کو غلط فہمی کا شکار سمجھتے تھے۔ جس کی مزید تائید اس واقعہ سے ہوتی ہے کہ جنگ صفین میں عبداللہ بن عمرؓ اور سعد بن مالکؓ شریک نہ ہوئے ان کی اس عدم شرکت کے متعلق حضرت علیؓ اکثر راتوں کو یہ فرمایا کرتے تھے کہ:-

"اچھا مقام وہ تھا۔ جو عبداللہ بن عمرؓ اور سعد بن مالکؓ نے اختیار کیا کہ اس جنگ سے علیحدہ رہے۔ کیونکہ یہ کام اگر انہوں نے صحیح کیا۔ تب تو ان کے اجرِ عظیم میں کیا شبہ ہے اور اگر اس جنگ سے علیحدہ رہنا کوئی گناہ بھی تھا۔ تو اسکا معاملہ بہت ہلکا ہے"

Marfat.com

اسی ضمن میں آپ اکثر حضرت حسنؓ سے ازراہِ تاسف فرمایا کرتے تھے کہ

"یا حسن! یا حسن!! ما ظن ابوك ان الامر یبلغ الی ھذا ود ابوك لو مات قبل ھذا بعشرین سنة۔

یعنی اے حسن! اے حسن!! تیرے باپ کو یہ گمان کبھی نہ تھا کہ معاملہ یہاں تک پہنچ جائیگا۔ تیرے باپ کی تمنا یہ ہے کہ کاش وہ اس واقعہ سے بیس سال پہلے فوت ہوگیا ہوتا" (شرح عقیدہ واسطیہ)

اس ارشادِ گرامی سے عیاں ہے کہ یہ جنگ ہوسِ اقتدار کا نتیجہ نہ تھی۔ بلکہ فریقین کی اجتہادی غلطی کا نتیجہ تھی۔

وسیع الظرفی جنگِ صفین کے سلسلہ میں امیر معاویہؓ کے متعلق جو زبان درازی کرتے تھے تو حضرت علیؓ انہیں اس سے روک دیتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ

"امارت معاویہؓ کو بھی برا نہ سمجھو۔ کیونکہ وہ جس وقت نہ ہوں گے تو تم سروں کو گردنوں سے اڑتے ہوئے دیکھو گے"۔ (بحوالہ مصدر)

آپؓ کے عقیدت مندوں میں سے ایک نے آپ سے قتال کرنے والوں کے متعلق پوچھا کہ کیا یہ لوگ مشرک ہیں؟ تو حضرت علیؓ نے فرمایا۔

"شرک سے بھاگ کر تو وہ اسلام کی طرف آئے ہیں"۔

اس نے پھر سوال کیا کہ کیا یہ منافق ہیں؟ تو آپ نے انہیں منافق بھی قرار نہ دیا کیونکہ اللہ کو بکثرت یاد کرنے والے منافق نہیں ہوتے۔ اس نے اس سوال کا حضرت علیؓ نے سائل کو یہ دیا۔

Marfat.com

ان المنافقین لا یذکرون اللہ الا قلیلا ۔

منافق تو اللہ کو بہت کم یاد کرتے ہیں ۔

اس پر سائل نے تیسرا سوال کیا کہ آخر یہ جدال و قتال کرنے والے لوگ کون ہیں؟ تو اس کے جواب میں حضرت علیؓ نے کوئی ایسا بُرا لفظ استعمال نہ کیا۔ جو آپ کے محبّین متحاربین کے متعلق بکثرت استعمال کرتے ہیں ۔ بلکہ یہ فرمایا کہ :-

" یہ ہمارے بھائی ہیں۔ جنہوں نے ہمارے خلاف بغاوت کی ہے"

(بحوالہ صدر)

وسعتِ قلبی

یہ اسی بھائی چارہ کا نتیجہ تھا کہ جنگِ صفین کے موقعہ پر دن میں تو فریقین کے درمیان جنگ ہوتی ۔ اور رات کے وقت ایک لشکر کے لوگ دوسرے لشکر میں جاکر مقتولین کی تجہیز و تکفین میں حصہ لیا کرتے تھے ۔ اس تاریخی اور سنہری واقعہ کو متعدد مؤرخین نے نقل کیا ہے ۔ جس سے ثابت ہے کہ بدورانِ جنگ ، نہ صرف قائدین بلکہ ان کی پیروی کرنے والے لشکریوں کے دل بھی ایک دوسرے سے صاف تھے ۔ اور ان میں وہ بغض و عناد نظر نہ آتا تھا۔ جو ان کے محبّین کے دل میں پایا جاتا ہے ۔

حضرت علیؓ کے ساتھیوں میں ایسے لوگ بھی تھے ۔ جو امیر معاویہؓ سے لڑنا نہیں چاہتے تھے ۔ اور انہیں یہ جنگیں ناگوار تھیں ۔ آپ نے نہ انکا کورٹ مارشل کیا نہ کوئی ان پر جبر کیا۔ بلکہ فرمایا :-

" تم میں سے جو شخص ہمارے ساتھ ہو کر معاویہؓ سے قتال پسند نہیں کرتا وہ اپنی عطا لے لے ۔ اور دیلمیوں کی طرف جاکر ان سے جنگ کرے

مرہ ہمدانی کا بیان ہے کہ میں انہی میں تھا۔ جنہوں نے دوسری صورت پسند کی۔ ہم نے عطائیں لے لیں۔ اور الدیلم کی جانب روانہ ہو گئے۔ ہماری تعداد پانچ ہزار تھی" (فتوح البلدان بلاذری جلد ا۔ ص ۴۵۸)

گویا یہ دونوں جانب سے اجتہادی معاملہ تھا۔ حق و باطل کا معرکہ نہ تھا۔

شرافت وانسانیت

حضرت معاویہؓ بڑی خوبیوں کے مالک اور ماہر سیاستدان تھے۔ مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے ان کے اوسان خطا ہو جاتے تھے۔ انہوں نے حکومت کے بقائے دوام اور مملکت کی وسعتِ تمام کے لئے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا اور ہر میدان میں کامیاب و کامران رہے۔ اسی لئے حضرت عمرؓ نے ان کی دانشمندی اور حسنِ انتظام سے متاثر ہو کر چار صوبوں کا انتظام ان کے سپرد کر رکھا تھا۔

اگرچہ حضرت علیؓ کے بدخواہوں نے امیر معاویہؓ کو میدانِ جنگ میں حضرت علیؓ کے سامنے لا کھڑا کیا۔ لیکن حضرت علیؓ نے از خود ان سے کوئی لڑائی مول نہ لی۔ نہ کسی موقعہ پر ان سے ایسا قصاص طلب کیا۔ جو حدودِ انصاف سے متجاوز ہو۔ جنگ صفین کے موقعہ پر بھی حضرت علیؓ نے ان سے دشمنوں کا سا سلوک نہ کیا۔ بلکہ ایک بہادر کی طرح ہر مرحلہ پر شرافت وانسانیت کا ثبوت دیا۔ اس کے بالمقابل حضرت معاویہؓ نے بھی بعد از جنگ دل میں کوئی نفرت یا کدورت نہ رکھی اور حضرت علیؓ کی اولاد سے بڑے حسنِ سلوک سے پیش آتے رہے اور حضرت علیؓ کی عظمت کا اعتراف کرتے رہے۔

جنگ صفین کے موقعہ پر امیر معاویہؓ کے لشکریوں نے پانی کے گھاٹ پر

Marfat.com

کرکے اعلان کر دیا کہ مخالف فریق کو پانی کا ایک قطرہ بھی نہ لینے دیا جائے۔ اس پر حضرت علیؓ نے مجبوراً حملہ کرکے اس گھاٹ پر قبضہ کر لیا۔ مگر اپنے مخالفین پر پانی بند نہ کیا۔ بلکہ ازراہِ انسانیت انہیں پانی لینے کی اجازت دیدی۔

عبداللہ بن زبیر۔ مروان بن حکم اور سعید بن عاص حضرت علی کے شدید مخالفوں اور امیر معاویہ کے حامیوں میں سے تھے۔ مگر جب ان حضرات پر حضرت علیؓ کو دسترس حاصل ہوئی تو آپ نے ان تینوں حضرات کو معاف کر دیا۔

حسنِ اعتراف

جنگ و جدل کے باوجود امیر معاویہؓ کے دل میں حضرت علیؓ اور ان کے اہلبیت کی بڑی قدر و منزلت تھی۔ جس کی واقعاتِ ذیل بزبان حال تائید کرتے ہیں:۔

(۱) حضرت امیر معاویہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے قسم کھا کر فرمایا:۔

"علیؓ مجھ سے بہتر اور مجھ سے افضل ہیں"۔ (البدایۃ والنہایۃ جلد ۷ صہ ۱۲۹)

ایک اور موقعہ پر امیر معاویہؓ نے باہمی چپقلش پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا:۔

"میرا ان سے اختلاف صرف حضرت عثمانؓ کے قصاص کے مسئلہ پر ہے۔ اگر وہ خونِ عثمانؓ کا قصاص لے لیں۔ تو اہلِ شام میں سے ان کے ہاتھ پر بیعت کرنے والا سب سے پہلے میں ہونگا"۔ (بحوالہ صدر صہ ۲۵۹)

(۲) حضرت امیر معاویہؓ کو جب خبر ملی کہ قیصر روم مسلمانوں کی خانہ جنگی سے فائدہ اٹھا کر ان پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ تو انہوں نے قیصر روم کو مندرجہ ذیل خط لکھا

"اگر تم نے اپنا ارادہ پورا کرنے کی ٹھان لی۔ تو میں قسم کھاتا ہوں کہ میں اپنے ساتھی (حضرت علیؓ) سے صلح کر لونگا۔ پھر تمہارے خلاف ان کا

Marfat.com

جو بجلی کر روانہ ہوگا تو میں ابن تجھے ہراول دستے میں شامل ہو کر قسطنطنیہ کو جلا کر کوئلہ بنا دونگا اور تمہاری حکومت کو گاجر مولی کی طرح اکھاڑ پھینکونگا " (تاج العروس صہ ۲۰۹ ج ۷)

(۳) حضرت علیؓ کی شہادت کی خبر سن کر حضرت امیر معاویہؓ آبدیدہ ہو گئے۔ ان کی اہلیہ نے اپنے شوہر سے کہا کہ زندگی میں تو آپ ان سے لڑتے رہے۔ اب کیوں روتے ہو؟

امیر معاویہؓ نے جواب دیا کہ:-

"ان کی وفات سے کیا فقہ اور کیا علم دنیا سے رخصت ہو گیا"

(البدایۃ والنہایۃ صہ ۱۲۹ - ج ۸)

(۴) ایک مرتبہ حضرت معاویہؓ نے ضرار صدائی سے حضرت علیؓ کے اوصاف بیان کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ جس پر انہوں نے غیر معمولی الفاظ میں حضرت علیؓ کی تعریف و توصیف کی۔ جس سے حضرت معاویہؓ بہت محظوظ ہوئے اور فرمایا:-

"اللہ ابوالحسن (حضرت علیؓ) پر رحم کرے۔ خدا کی قسم وہ ایسے ہی تھے" (الاستیعاب تحت الاصابہ صہ ۴۳، ۴۴ - جلد ۳)

حسن عطاء

حضرت معاویہؓ نے حضرت علی المرتضیٰ سے جنگ لڑنے کے باوجود ان کے متعلق دل صاف رکھا اور آپ کی آل کی عزت افزائی کرتے رہے۔ جیسے نتیجے کے طور پر:-

"امام حسینؓ اپنے بھائی حسنؓ کے ساتھ حضرت معاویہؓ کے پاس

کرتے تھے۔ اور وہ ان دونوں کی بہت عزت کرتے اور مرحبا کہتے۔ اور عطیات دیتے۔ ایک ہی دن میں ان کو دو دو لاکھ درہم عطا کئے۔"

(البدایہ والنہایہ جلد ۸ صہ ۱۵)

شرح نہج البلاغہ میں ابن ابی الحدید لکھتے ہیں:۔

"معاویہ دنیا میں پہلے شخص تھے۔ جنہوں نے ان کو دس دس لاکھ درہم عطا کئے اور انکے فرزند (یزید) پہلے شخص ہیں۔ جنہوں نے اس کو دوگنا کیا۔ اور یہ عطا یا علیؓ کے ان دونوں بیٹوں حسن و حسین کو ہر سال دس دس لاکھ درہم عطا کئے جاتے۔ اور اسی طرح عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن جعفر کو بھی دیئے جاتے۔"

جب حضرت امام حسن کا انتقال ہوا۔ تو اسکے بعد بھی امام حسین ہر سال معاویہؓ کے پاس جاتے۔ وہ ان کو عطیہ دیتے اور انکا اکرام کرتے۔

حضرت امام حسنؑ نے خلافت سے دست برداری کا جو معاہدہ امیر معاویہؓ سے کیا تھا۔ اسکی رو سے امیر معاویہؓ نے سالانہ بیس لاکھ درہم امام حسنؑ کو ادا کرنے کا اقرار کیا تھا۔ یہ وظیفہ وہ تازیست بڑی باقاعدگی کے ساتھ امام حسنؑ کو ادا کرتے رہے۔

امیر معاویہؓ اہلبیت سے تعلقات خوشگوار رکھنے کیلئے کبھی کبھی حسین علیہ السلام کو ملنے مدینہ چلے جاتے تھے۔ اور کبھی انہیں دمشق بلاکر تحفوں اور عطیوں سے ان کی خاطر و مدارات کیا کرتے تھے۔

Marfat.com

مشاجراتِ صحابۂ کرامؓ

مشاجرہ کے معنی مفتیِ اعظم پاکستان مولانا محمد شفیع مرحوم لکھتے ہیں کہ:-

"لفظ مشاجرہ شجر سے مشتق ہے۔ جس کے اصل معنی تنے دار درخت کے ہیں۔ جس کی شاخیں اطراف میں پھیلتی ہیں۔ باہمی اختلاف و نزاع کو اسی مناسبت سے مشاجرہ کہا جاتا ہے کہ درخت کی شاخیں بھی ایک دوسرے سے ٹکراتی ہیں اور ایک دوسرے کی طرف بڑھتی ہیں۔ صحابۂ کرامؓ کے درمیان جو اختلافات پیش آئے اور کھلی جنگوں تک نوبت پہنچی۔ علماء امت نے ان کی باہمی حروب اور اختلافات کو جنگ و جدل سے تعبیر نہیں کیا۔ بلکہ از روئے ادب "مشاجرہ" کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ کیونکہ درخت کی شاخوں کا ایک دوسرے میں گھسنا اور ٹکرانا مجموعی حیثیت سے کوئی عیب نہیں۔ بلکہ درخت کی زینت اور کمال ہے"۔ (مقام صحابہ ص ۸۷)

جنگ جمل اور جنگِ صفین مشاجرات میں سے تھیں اور اصحابِ شجرہ کی مجموعی تعداد بمع حضرت ابوبکر و عمرؓ ڈیڑھ ہزار تھی۔

اجتہادی غلطی جنگِ جمل، حضرت علیؓ اور حضرت عائشہؓ کے درمیان جبکہ جنگِ صفین حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے درمیان
اس امر پر اجماعِ امت ہے کہ ان دونوں جنگوں میں حضرت علیؓ حق

Marfat.com

ان سے لڑنے والے خطا پر تھے۔ لیکن ان کی خطائیں اجتہادی تھیں۔ جن سے محاربین کی شخصیتیں مجروح نہیں ہوئیں۔ اس لئے دونوں فریق صحابیت کی حدود میں آجانے کی وجہ سے واجب الاحترام ہیں اور فرمانِ نبوی کے مطابق صحابہ کرام کو بُرا کہنا قطعاً جائز نہیں۔ حضرت عبداللہ بن مغفل سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

"اللہ سے ڈرو! اللہ سے ڈرو!! میرے صحابہ کے معاملہ میں!!! میرے بعد ان کو طعن و تشنیع کا نشانہ نہ بناؤ۔ کیونکہ جس شخص نے ان سے محبت کی تو میری محبت کے ساتھ ان سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا تو میرے بغض کے ساتھ ان سے بغض کیا اور جس نے ان کو ایذا دی اس نے مجھ کو ایذا دی۔ اس نے اللہ تعالےٰ کو ایذا دی اور جو اللہ کو ایذا پہنچانا چاہے۔ تو ضرور قریب ہے کہ اللہ اس کو عذاب میں پکڑ لیگا۔"

(جمع الفوائد صد ۹۱۴۔ جلد ۲)

اعلانِ برّیت ازل سے لیکر ابد تک کا کوئی راز یا معاملہ خالقِ حقیقی سے پوشیدہ نہیں۔ یہ امر علمِ الٰہی میں تھا کہ صحابہ کرام سے ازراہِ بشریت جو گناہ یا اجتہادی غلطیاں سرزد ہوں گی۔ ان پر وہ بعدازاں نہ صرف پشیمان و پریشان ہوں گے۔ بلکہ توبہ و استغفار بھی کریں گے۔ اور یہ امر بھی حق تعالےٰ سے مخفی نہ تھا کہ بعض لوگ ازراہِ بغض و عناد ان پر زبانِ لعن طعن دراز کریں گے۔ اسلئے حق تعالیٰ نے ان کی توبہ و استغفار پیشگی قبول کرکے قرآن کریم میں ان کی برّیت کا ان الفاظ میں اعلان فرمادیا:-

Marfat.com

لَقَدْ تَابَ اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ وَالْمُہٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْہُ فِیْ سَاعَۃِ الْعُسْرَۃِ مِنْ بَعْدِ مَا کَادَ یَزِیْغُ قُلُوْبُ فَرِیْقٍ مِّنْھُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَیْھِمْ اِنَّہٗ بِھِمْ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ (توبہ پ۱۱) آیت ۱۱۷)

اللہ تعالےٰ نے نبی اور ان مہاجرین و انصار کی توبہ قبول کرلی۔ جنہوں نے تنگی کے وقت نبی کی پیروی کی۔ بعد اس کے کہ قریب تھا کہ ان میں سے ایک فریق کے دل کج ہو جائیں پھر اللہ نے ان کو معاف کر دیا۔ بلاشبہ وہ ان پر بہت مہربان اور رحمت کرنے والا ہے۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ " خدا تعالےٰ نے قرآن میں خبر دی کہ وہ اصحاب شجرہ سے راضی ہو گیا اور جو کچھ ان کے دلوں میں تھا۔ اس کو جان لیا۔ مگر پھر کبھی ان میں سے کسی پر ناراضی کا اظہار نہ فرمایا" اس لیے اصحاب شجرہ کے حق میں زبان درازی سے متذکرہ بالا اعلانِ ربانی کی تنقیص بلکہ تنسیخ لازم آتی ہے۔ جس کی کوئی صاحب عقل و خرد جرأت نہیں کرسکتا۔

تائیدی واقعات | علم الٰہی کے مطابق صحابہ کرام کی برتریت کا جو اعلان قرآن کریم میں ہوا۔ مندرجہ ذیل واقعات سے اس کی تائید ہو جاتی ہے۔

(۱) جدال و قتال کے بعد متحاربین کے دلوں میں کوئی نفرت یا کدورت نہ رہی۔

(۲) کوئی فاتح اپنی زبان پر کوئی فخریہ کلمہ نہ لایا۔ نہ فریق مخالف کے لیے کوئی بُرا لفظ استعمال کیا۔

(۳) اپنی اجتہادی غلطیوں پر سب نے کم و بیش ندامت۔ پشیمانی کا اظہار کر دیا۔

Marfat.com

حضرت عثمانؓ نے اپنے خلاف عاید کردہ الزامات میں سے، جو خلاف شرع ثابت ہوئے۔ ان سے کھلے طور پر توبہ کا اظہار فرمایا۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے بدوران سفر بصرہ، جہاں جنگ جمل کا واقعہ پیش آیا تھا۔ ندامت کا اظہار فرمایا۔ اور جب وہ اس واقعہ کو یاد کرتیں۔ تو اتنا روتی تھیں کہ ان کا دوپٹہ تر ہو جاتا تھا۔

حضرت طلحہؓ چونکہ حضرت عثمانؓ کی مدد نہ کر سکے تھے۔ اس لئے انہوں نے بھی اپنی اس کوتاہی پر پریشانی کا بارہا اظہار فرمایا۔

حضرت زبیرؓ نے بھی اپنے اس سفر پر اظہار ندامت کیا۔ جس میں جنگ جمل کا حادثہ پیش آیا تھا۔

خود حضرت علیؓ نے (حق پر ہونے کے باوجود) پیش آنے والے بہت سے واقعات پر ندامت کا اظہار فرمایا۔

مزید تفصیل شرح عقیدہ واسطیہ میں دیکھی جا سکتی ہے۔

ان حقائق کی روشنی میں کسی کو صحابہ کرامؓ پر سب و شتم کرنے کا جواز پیدا نہیں ہوتا۔ اگر یہ پشیمانی اور ندامت نہ بھی ہوتی۔ تب بھی کسی کو اخلاقاً یا شرعاً کسی صحابی کو گالیاں دینے کا حق نہیں پہنچتا اور پھر جب خود خدا نے انہیں بری الذمہ قرار دیدیا تو پھر ہمیں کسی کو قصور وار گرداننے کا کیا حق حاصل ہے۔

وجوب تادیب

امام احمدؒ کے رسالہ اصطخری کی ایک روایت سے منقول ہے۔ اس میں فرمایا کہ:۔

کسی شخص کے لئے جائز نہیں ہے کہ صحابہ کی کوئی برائی ذکر کرے۔ اور ان

Marfat.com

پر کسی عیب یا نقص کا الزام لگائے۔ جو شخص ایسا کرے۔ اس کی تادیب واجب ہے۔ اور میمونیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے امام احمد کو فرماتے ہوئے سنا کہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ حضرت معاویہؓ کی برائی کرتے ہیں۔ ہم اللہ سے معافی کے طلبگار ہیں اور پھر مجھ سے فرمایا کہ جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ صحابہؓ کا ذکر برائی سے کر رہا ہے۔ اس کے اسلام کو مشکوک سمجھو۔" (ذکرابن تیمیہ فی الصارم المسلول)

امام مسلم کے استاد امام ابو زرعہ عراقی لکھتے ہیں کہ:۔

"جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ صحابہ کرامؓ میں سے کسی کی بھی تنقیص کر رہا ہے تو سمجھ لو کہ وہ زندیق ہے۔" (عقیدہ سفارینی ص ۳۸۹)

سید شریف جرجانی رح لکھتے ہیں کہ:۔

"تمام صحابہ کی تعظیم اور ان پر اعتراض سے بچنا واجب ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالےٰ عظیم ہے۔ اور اس نے ان حضرات پر اپنی کتاب کے بہت سے مقامات میں مدح و ثنا فرمائی ہے۔ (اسطرح کی آیات نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان حضرات سے محبت فرماتے تھے۔ اور آپ نے بہت سی احادیث میں ان پر ثنا فرمائی۔"

(شرح مواقف)

ترمذی میں حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ:۔

"جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کو گالیاں دیتے ہیں تو تم ان

Marfat.com

سے کہو کہ خدا کی لعنت ہے تم پر۔" (جمعۃ الفوائد جلد ۲ صفحہ ۴۹۱)

امام احمد بن حنبلؒ۔ امام ابو حنیفہؒ۔ پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور دیگر اکابر کی طرف سے ہمیں اس بات کی سخت تاکید ہے کہ کسی کو برا نہ کہیں اور معاملات مشاجرت وغیرہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے احکم الحاکمین پر چھوڑ دیں۔ وہی بہتر جاننے اور فیصلہ کرنیوالا ہے۔

وعدہ ربی حق تعالیٰ نے صرف صحابہ کبارؓ کے مشاجرات یا ان کے اجتہادات کے متعلق ان کی برّیت نہ فرمائی۔ بلکہ انہیں زندگی میں ان کے جنتی ہونے کی بشارات بھی دی گئیں اور قرآن کریم نے ان بشارات کی توثیق و تصدیق کی۔ مثلاً:۔

وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ (الحدید پ ۲۷ آیت ۱۰) اللہ تعالیٰ نے (ان) سب سے بھلائی کا وعدہ کرلیا ہے۔

بھلائی کے اس وعدہ کی وضاحت سورہ انبیاء میں ان الفاظ میں کی گئی :۔

اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰۤى ۙ اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ۙ (انبیاء پ ۱۷ آیت ۱۰۱) جن لوگوں کے لئے ہماری طرف سے بھلائی مقدر ہو چکی ہے۔ وہ اس (دوزخ) سے (بالکل) دور رکھے جائیں گے۔

کیونکہ وہ جنت میں ہوں گے۔ جس سے دوزخ دور اور الگ واقع ہوگی۔ قرآن کریم کی طرح احادیث شریف میں ان صحابہ کرام کے جنتی ہونے کے متعلق متعدد صحیح روایات موجود ہیں۔ جنہیں اہل بغض اعلانیہ (نعوذ باللہ) اصحاب النار قرار دیتے ہیں حالانکہ جنہیں خدا اور رسولؐ جنتی قرار دے چکے ہیں۔ وہ کسی کی سوءظنی یا بدکلامی

Marfat.com

سے تو اصحاب النار بننے سے رہے۔ البتہ انہیں گالیاں دینے اور برا کہنے والے عنداللہ مواخذہ سے نہ بچ سکیں گے۔ اور وہ عذاب الیم کے مستحق قرار پائیں گے

وعیدِ نبوی حضورِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کبارؓ کو برا کہنے والوں اور گالیاں دینے والوں کو سخت عذاب کی وعید سنائی ہے۔

لا تسبوا اصحابی فان احدکم لو انفق مثل احد ذھبا ما بلغ مد احدھم ولا نصیفہ۔ (مجمع الفوائد)

تم میرے صحابہ کو برا نہ کہو۔ کیونکہ تم میں سے کوئی آدمی اگر احد پہاڑ کے برابر سونا اللہ کی راہ میں خرچ کرے تو صحابی کے آدھے مد (نصف سیر) کے برابر بھی نہیں ہو سکتا۔

اس حدیث شریف میں قرآن کی طرح لفظ لا تسبوا اصحابی آیا ہے۔ جو سب کرنے والوں کیلئے خاص ہے۔

ہمارا مسلک مولانا مفتی محمد شفیع۔ مفتی اعظم پاکستان لکھتے ہیں صحابہ کرامؓ کے درمیان جو اختلافات پیدا ہوئے وہ اجتہاد پر مبنی ہوتے۔ ان کی بناء پر کسی کو سب طعن کرنا۔ ان سے برائے کا انتساب یا فاسق قرار دینا۔ ان کے فضائل و مجاہدات اور ان عظیم دینی مقامات کا انکار کر دینا کسی طرح درست نہیں۔ بعض علماء سے پوچھا گیا کہ اس خون کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے۔ جو صحابہ کرامؓ کے باہمی مشاجرات میں بہایا گیا۔ تو جواب میں یہ آیت پڑھی:۔

"تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ

Marfat.com

عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۔ (البقرہ ۱/۱۴ آیت ۱۴۱)

یہ ایک امت تھی جو گزر گئی۔ اس کے اعمال اس کے لئے ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے لئے ہیں اور تم سے ان کے اعمال کے بارے میں سوال نہیں کیا جائیگا۔"

کسی اور بزرگ سے یہی سوال کیا گیا۔ تو انہوں نے کہا:۔

" یہ ایسے خون ہیں کہ اللہ نے میرے ہاتھوں کو اس میں (رنگنے سے) بچا لیا۔ اب میں اپنی زبان کو ان سے آلودہ نہیں کرونگا۔"

یعنی میں کسی ایک فریق کو ۔ کسی معاملہ میں یقینی طور پر خطاکار ٹھہرانے کی غلطی میں مبتلا نہیں ہونا چاہتا۔

علامہ ابن فورکؒ فرماتے ہیں:۔

" ہمارے بعض اصحاب نے کہا ہے کہ صحابہ کرامؓ کے درمیان جو مشاجرات ہوئے۔ ان کی مثال ایسی ہے۔ جیسے حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کے درمیان پیش آنے والے واقعات کی۔ وہ حضرات آپس کے ان اختلافات کے باوجود ولایت اور نبوت کی حدود سے خارج نہیں ہوئے۔ بالکل یہی معاملہ صحابہؓ کے درمیان پیش آنے والے واقعات کا بھی ہے۔"

حضرت حسن بصریؒ سے جب صحابہؓ کے قتال کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:۔

" یہ ایسی لڑائی تھی۔ جس میں صحابہ موجود تھے۔ اور ہم غائب۔ وہ پورے حالات کو جانتے تھے۔ ہم نہیں جانتے۔ جس معاملہ پر تمام صحابہؓ

Marfat.com

خلاف ہے ۔ اور اگر وہ اس کا مستحق نہ ہو تو وہ گالی دینے والے پر لَوٹ آتی ہے ۔ اس لئے صحابہ کرامؓ اور آئمہ عظامؒ نے کبھی کسی کو گالی نہ دی نہ لعن طعن کی ۔ کیونکہ ایسا کرنا سراسر شرافت و انسانیت کے خلاف ہے۔

حرفِ آخر غرض کہ خود اہل التشیع کی نہایت معتبر اور مسلمہ کتب حضرت علیؓ اور شیخینؓ کے باہمی تعلقات کا یوں اعتراف کرتی ہیں :۔

① حضرت علیؓ نے خلفاء ثلاثہ کے ہاتھ پر بیعت کی ۔ (احتجاج طبرسی)

② حضرت علیؓ برابر خلفاء ثلاثہ کے پیچھے نمازیں پڑھتے رہے ۔ (ایضاً صـ ۵۳)

③ حضرت علیؓ خلفائے ثلاثہ کی مدح و ثنا کرتے رہے ۔ (نہج البلاغہ)

④ حضرت علیؓ نے حضرت عمرؓ کی نماز جنازہ میں شرکت کی ۔ (طبری)

⑤ حضرت علیؓ نے حضرت صدیق اکبرؓ کے فضائل بیان کئے اور ان کے لئے دعائے رحمت و مغفرت کی ۔ (شرح نہج البلاغہ ۔ میثم بحرانی)

⑥ حضرت علیؓ نے انصار کو اسلام کی پرورش کرنے والا فرمایا ۔ (نہج البلاغہ)

⑦ حضرت علیؓ نے اپنی دختر جو حضرت فاطمہؓ کے بطن سے تھیں ۔ حضرت عمرؓ کے نکاح میں دی ۔ (کافی)

⑧ حضرت علیؓ نے اپنے صاحبزادوں کے نام خلفائے راشدین ابوبکرؓ ۔ عمرؓ ۔ عثمانؓ کے نام پر رکھے ۔ (جلاء العیون)

⑨ حضرت علیؓ تینوں خلفاء کے عہد میں خلافت کی مجلس مشاورت کے ممتاز رکن تھے (تاریخ اسلام از سید امیر علی)

Marfat.com

کتابیات

۱. فضائل صحابہؓ و اہل بیت — شاہ عبدالعزیز دہلوی

۲. مقام صحابہؓ — مولانا مفتی محمد شفیع مفتی اعظم پاکستان

۳. مذاہب اسلام — مولوی محمد نجم الدین خان رامپوری

۴. حضرت عمرؓ کے سیاسی نظریئے۔ — الویحیٰی امام خان

۵. سیدنا عثمان بن عفانؓ — محمد نصیر ہمایوں۔

۶. تاریخ ملت عربی — پروفیسر فلپس ہتّی

۷. سبائی سبز باغ — عزیز احمد صدیقی

۸. فرق اسلامی — سیدہ رضیہ جعفری ایم۔ اے

۹. تاریخ و سیاسیات — سہ ماہی۔ انجمن ترقی اردو پاکستان ۱۹۵۲ء

۱۰. علی نمبر — ماہنامہ فیض الاسلام۔ راولپنڈی

۱۱. تفسیر ماجدی — مولانا عبدالماجد دریا بادی

۱۲. حضرت علیؓ شخصیت و کردار — عباس محمود العقاد

۱۳. ابن کثیر۔ الفخری و کتب احادیث نہج البلاغہ وغیرہ۔

اشاعت دوم دسمبر ۱۹۸۰ء کل تعداد اشاعت چار ہزار

Marfat.com

اغراض ومقاصد

صدیقی ٹرسٹ کے قیام کا مقصد صرف یہ ہے کہ آسان زبان اور عام فہم انداز میں دین کی بنیادی تعلیمات سے روشناس کرایا جائے۔ نئی نسل جس کی دینی تعلیم کا خاطر خواہ انتظام نہیں ہے اور مشنری اسکول و کالج کے طلباء و طالبات جو اپنی تہذیب اور اپنے دین کی بنیادی تعلیم سے بھی واقف نہیں ہیں انہیں مختصر وقت میں ضروری معلومات فراہم کی جائیں۔

خواتین اور مصروف کاروباری حضرات کے لئے بھی یہ مختصر تبلیغی و اصلاحی رسائل مفید ثابت ہو رہے ہیں۔ سیاست یا اختلاف مسلک سے دور رہ کر بنیادی تعلیم اور اصلاح معاشرہ کی کوشش کرنا ٹرسٹ کا مقصد ہے۔

دنیا کے بیشتر ممالک کی طرح ہمارے ملک میں بھی غیر ملکی سرمایہ اور امداد سے عیسائی مشنریز سرگرم عمل ہیں ان کے اسکول کالج شفاخانے اور دیگر ادارے بنیادی طور پر ان کے تبلیغی مراکز ہیں۔ کروڑوں روپیہ سالانہ کے خرچ سے بائیبل کارسپانڈنس اسکول اور خود ساختہ انجیل کی مفت تقسیم اسی عمل کا ایک حصہ ہے۔ انکے علاوہ مرزائی، بہائی، کمیونسٹ، دہریہ اور دیگر غیر مسلم گروہ اپنے اپنے مشاغل میں مصروف عمل ہیں جو قیام پاکستان کے مقصد اور اسلام و مسلمانوں کے خلاف ہے افسوس ہے کہ ہم مسلمان محض چند اختلافی مسائل کی بناء پر مختلف گروہوں میں تقسیم کر دیئے گئے ہیں ظاہر ہے اس کا فائدہ اُس قوت کو حاصل ہو رہا ہے جو اسلام دشمن ہے۔ اختلاف صرف چند غیر اہم مسائل کے طریق کار میں ہے ان کو چھوڑ کر بنیادی تعلیم و عقائد ایک ہی ہیں اور ایک ہی رہیں گے قرآن کریم اور سنت مبارکہ اس کی بنیاد ہے۔

ٹرسٹ اسی بنیادی تعلیم کو پیش کر رہا ہے اس کے ساتھ ہی بدعات، و رسومات اور شادی بیاہ یا عام زندگی میں مسرفانہ طریق کار کی اصلاح کی کوشش کرنا اس کے فرائض میں شامل ہے۔

Marfat.com

قرآن کریم کے حکم کے مطابق اللہ تعالیٰ کے دین حق کی تبلیغ و اشاعت اور خدمت خلق کرنا اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی خدمت کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اس کے لئے عالم اور مولوی ہونا یا مالدار ہونا ضروری نہیں بلکہ دین کا علم حاصل کرنا اور اس علم کو پھیلانا ہر کلمہ گو پر فرض ہے۔ ہر مرد و عورت امیر فقیر عالم جاہل چھوٹا بڑا اس کا پابند ہے۔

سب سے بڑی تبلیغ اپنی اصلاح اور عبادات و عقائد کو درست کرنا ہے اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے جو نعمت اور قوت عطا کی ہے جس میں مال، اولاد، جسمانی قوت، علم، ہنر، ذہنی استطاعت سب شامل ہے یہ تمام نعمتیں امانت ہیں ان کی عطا کا واحد مقصد اللہ تعالیٰ کے دین کی بلندی کی کوشش یعنی تبلیغ اور اصلاح معاشرہ کی کوشش کرنا اور مخلوق خدا کی خدمت کرنا ہے۔

ضروری نہیں کہ آپ صدیقی ٹرسٹ کے ساتھ ہی وابستہ ہوں بلکہ ہر وہ جماعت و ادارہ جو اس کے لئے سرگرم عمل ہو اس سے تعاون کیجئے اپنی برادری اور حلقہ احباب اپنے خاندان میں اس کے لئے کوشش کیجئے۔ مسلمان بنیے اور مسلمان بنائیے جیسا کہ اس کا حق ہے۔

تبلیغ دین کے لئے علم و عمل ضروری ہے خلوص نیت اور ادائیگی فرض کے جذبہ کے ساتھ پیش نظر رہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے حضور اس کی جواب دہی کرنی ہوگی۔ سوال کثرت و قلت کا نہیں بلکہ نعمتوں کے صحیح اور غلط استعمال کا ہے۔

اپنی تمام تر توانائی اور قوت اللہ تعالیٰ کے دین کی تبلیغ اور اصلاح معاشرہ کے لئے وقف کر دیجئے کہ یہی مقصد تخلیق ہے اور یہ عبادت الٰہی کا بنیادی جز ہے۔

صدیقی ٹرسٹ کسی جماعت یا برادری سے وابستہ نہیں ہے اس کی خدمات عام ہیں اور یہ ہر فرد و برادری کا ادارہ ہے۔ صدیقی ٹرسٹ کے شائع کردہ رسائل آپ خود شائع کرائیں کوئی پابندی نہیں ہے یا ٹرسٹ کے ذریعہ اس کا بندوبست کرالیں تفصیلات کے لئے ٹرسٹ کا شائع کردہ سالانہ جائزہ ملاحظہ فرمائیے

صدیقی ٹرسٹ آپ سے ہر ممکنہ تعاون کے لئے اپنی خدمات پیش کرتا ہے۔

Marfat.com

اطلاع

۱۔ ٹرسٹ کسی قسم کا کوئی چندہ وصول نہیں کرتا اور نہ ہی کسی کو ایسا کرنے کا اختیار ہے البتہ اس کارِ خیر اور صدقہ جاریہ میں شرکت کے لئے دعوتِ عام ہے جو افراد حصہ لینا چاہیں وہ اپنے عطیات براہِ راست روانہ کر سکتے ہیں۔ عطیات منی آرڈر یا بینک ڈرافٹ کے ذریعہ روانہ فرمائیں۔

۲۔ ایک روپیہ کے ٹکٹ ڈاک خرچ کے لئے روانہ کر کے چار رسالے طلب کئے جا سکتے ہیں۔ مطلوبہ رسالے نہ ہونے تو دوسرے بھیجدئے جائیں گے۔ رکنیت فارم ہمراہ ہوگا۔

۳۔ جو اصحاب متواتر اور مسلسل تمام رسائل کے طالب ہوں ضروری ہے کہ وہ رکنیت فارم مکمل کر کے بھیج دیں جس کے لئے پچاس روپیہ ہمراہ آنا ضروری ہیں۔ یہ کسی قسم کی فیس یا خرچ نہیں ہے بلکہ کارِ خیر میں شمولیت اور صدقہ جاریہ میں حصہ لینا ہے پچاس روپیہ کم سے کم ہیں۔ زیادہ جو بھی ہو موجب اجر و ثواب ہوگا۔ ٹرسٹ کا ہر رسالہ شائع ہونے پر بغیر طلب روانہ ہوتا ہے گا جبکہ دوسری صورت میں ہر مرتبہ خط لکھکر منگوانا ہوگا۔

۴۔ کوئی رسالہ جو آپ نے طلب کیا ہے اور وہ روانہ نہ ہو سکا تو اس کا مقصد یہ سمجھ لیجئے کہ وہ ختم ہو چکا ہے دوبارہ اشاعت ہونے پر روانہ ہو سکے گا۔ غیر ضروری خطوط کے جواب نہیں دیئے جا سکیں گے۔ خواتین و طالبات کے خطوط اس شعبہ کی نگران کو بھیج دیئے جاتے ہیں ان سے ہی خط و کتابت کرنا چاہیئے۔

۵۔ اسکول و کالج یونیورسٹی بلدیاتی اور قومی لائبریریوں کے لئے ٹرسٹ کے رسائل مجلد سیٹ کی صورت میں ذریعہ رجسٹرڈ پوسٹ تحفتاً روانہ کئے جاتے ہیں البتہ ذاتی لائبریریوں کیلئے جلد کی قیمت اور ڈاک خرچ پانچ روپیہ فی سیٹ ادا کرنے ہونگے۔ فی الوقت سندھی، گجراتی، انگریزی میں ایک ایک سیٹ اور اردو کے چار سیٹ تیار ہیں ہر سیٹ کیلئے پانچ روپیہ ادا کر کے یہ سیٹ طلب کئے جا سکتے ہیں۔

Marfat.com

ذخیرہ

رسائل لاگت سے بھی کم قیمت پر پیش کئے جاتے ہیں۔ اساتذہ کرام اپنے طلبا کے لئے طلب فرمائیں اور قیمت تعداد وصولی ادا کریں۔ رسائل کا ہدیہ مختلف ہے۔ جس کی تفصیل سرکلر سے معلوم ہو سکتی ہے۔ طلباء ایک روپیہ کے ٹکٹ بھیجکر چار رسالے (بیس صفحے والے) طلب کر سکتے ہیں۔

۷۔ حسب ذیل کتب ٹرسٹ کی جانب سے رعایتی قیمت پر مہیا کی جا سکتی ہیں۔

	کتاب	مصنف	اصل قیمت	رعایتی قیمت	ڈاک خرچ
۱	پاکستان میں مسیحیت	از ڈاکٹر نادر رضا صدیقی صاحب	-/۴۰	-/۲۵	-/۴
۲	طب نبوی	از حافظ نذر احمد صاحب	-/۹	-/۶	-/۳
۳	احکامات و ممنوعات	از حافظ نذر احمد صاحب	-/۳	-/۲	-/۵۰
۴	مسلک اعتدال	از حکیم انیس احمد صدیقی صاحب	-/۴	-/۳	-/۵۰
۵	عیسائیت کیا ہے؟	متعدد رسائل کا مجموعہ	-/۵	-/۴	-/۵۰
۶	ذکری مذہب اور اسلام	از مولوی عبدالمجید قصر قندی صاحب	۴/۵۰	-/۳	-/۵۰
۷	صحابہ کبار حضرت علی کی نظر میں	از منشی عبدالرحمٰن خاں صاحب	-/۵	-/۳	-/۵۰
۸	قیامت نامہ	از حضرت شاہ رفیع الدین دہلوی	۲/۵۰	-/۲	-/۵۰

یہ کتب و رسائل لاگت سے کم یا برابر کی قیمت پر مہیا کی جاتی ہیں ان کی وصول شدہ قیمت اسی صدقہ جاریہ میں شامل ہوتی ہے اور مکرر طباعت کے لئے کام آتی ہے یہ کتب و رسائل اپنے دوستوں عزیزوں اور طلباء کو بہترین تحفہ کی صورت میں پیش کئے جا سکتے ہیں۔

رسائل کے مجلد سیٹ ہر گھر کی ضرورت ہیں ان سے ضروری معلومات حاصل ہونگی۔ ان کی اشاعت میں حصہ لینا کار خیر ہے۔ حسب استطاعت منگوا کر مفت تقسیم کیجئے۔

خط و کتابت کے لئے پتہ صدیقی ٹرسٹ (رجسٹرڈ)
نسیم پلازا نشتر روڈ کراچی

طبع اول جنوری ۱۹۸۰ء
طبع دوم فروری ۱۹۸۰ء
طبع سوم ستمبر ۱۹۸۰ء

Marfat.com

تبلیغِ اسلام اور اصلاحِ معاشرہ

کے تحت صدیقی ٹرسٹ رجسٹرڈ کراچی حسبِ ذیل مفید رسائل طبع کرکے ــــ تقسیم کر رہا ہے، یہ رسائل خصوصاً طلبا، خواتین اور مصروف حضرات کے لئے مفید ہیں کہ عام فہم اور آسان زبان میں ہیں ــــ ان رسائل کی اشاعت صدقۂ جاریہ ہے۔ آپ بھی اس کی اشاعت میں حصہ لے سکتے ہیں۔ ان رسائل کی اشاعت کے لئے اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔ خود شائع کیجئے یا ہمارے توسط سے شائع کرائیے۔

۱ وقت کا تقاضہ
۲ زکوٰۃ۔ اسلام کا بنیادی رکن
۳ وصیت، وراثت، تقسیمِ میراث کے احکام
۴ مال و دولت کا بہترین مصرف
۵ نماز کے فضائل اور احکام و مسائل
۶ ولیمہ کا مسنون طریقہ
۷ عظمتِ قر
۸ شرعی
۹ روزہ
۱۰ حج و
۱۱ آداب
۱۲ مسج
۱۳ اللہ
۱۴ خد
۱۵ تکفی
۱۶ سو
۱۷ ز
۱۸ تبا
۱۹ ق
۲۰ ت
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹

۴۳ بچوں کے نام رکھنے کا اسلامی طریقہ
۴۴ کیا آپ جانتے ہیں؟
۴۵ صدیقی ٹرسٹ کی سماجی خدمات کا جائزہ
۴۶ اسلام میں خواتین کے حقوق
۴۷ پاکستان اور صلیبی جنگ
۴۸ حسنِ معاشرت، احادیثِ نبوی کی روشنی میں

۶۵ قرآن کریم کے محیّر العقول شماریات
۶۶ ذکری مذہب اور اسلام
۶۷ اسلام اور عیسائیت
۶۸ زمین کا مقام۔ از منشی عبدالرحمٰن خاں
۶۹ عالمِ برزخ کا احوال (قاری محمد طیب مدظلہ)
۷۰ کمپیوٹر سے قرآنی جائزہ
۷۱ ... کھولنا ضروری ہے

صدیقی ٹرسٹ (رجسٹرڈ) ...

Marfat.com

جنوری تا جون ۱۹۸۱ء میں شائع ہونے والے رسائل

٩٧ اسلام کے خلاف عیسائیوں کے منصوبے
٩٨ پاکستان میں عیسائیت کا احوال
٩٩ کمیونزم کا فتنہ (مولانا محمد اسحٰق صدیقی)
١٠٠ کمیونزم و سوشلزم کے سبز باغ
١٠١ تعلیم الاسلام حصہ اول
١٠٢ تعلیم الاسلام حصہ دوم
١٠٣ تعلیم الاسلام حصہ سوم
١٠٤ تعلیم الاسلام حصہ چہارم
١٠٥ اسّی سُنّتیں
١٠٦ مستورات کے لئے نماز کا طریقہ
١٠٧ مبادی الاسلام (عربی سے ترجمہ)
١٠٨ ذکری مذہب کا تفصیلی جائزہ
١٠٩ فتنۂ قادیانیت
١١٠ نماز کا طریقہ (فقہ حنفی کے مطابق)
١١١ مسائل و احکام عشر و خراج
١١٢ قرآن کریم کا زندہ اعجاز
١١٣ دعائے مستجاب (قرآنی دعائیں)
١١٤ نسیم الحدیث (چالیس احادیث)
١١٥ معمولاتِ یومیہ (ڈاکٹر عبدالحیٔ مدظلہ)
١١٦ صراط مستقیم (تعارف اور طریق کار)
١١٧ بائیبل کی تالیف اور تحریف پر تحقیقی نظر
١١٨ عیسائیوں کو کتاب مقدس پر عمل کرنے کی دعوت
١١٩ ہم سب کے لئے لمحۂ فکریہ (نعیم صدیقی صاحب)
١٢٠ سالانہ جائزہ ۸۰-۱۹۷۹ء
١٢١ مسلکِ اعتدال
١٢٢ صحابہ کبارؓ حضرت علیؓ کی نظر میں
١٢٣ اسرار و حقائق (قاری محمد طیب مدظلہ)
١٢٤ اسلامی شادی کے اصول
١٢٥ آدمیت سے بغاوت (سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ)
١٢٦ جنت کی ضمانت (حضرت تھانوی رح)
١٢٧ اسلام میں سوشلزم کا کوئی تصور نہیں
١٢٨ پیر و مرید کے فرائض (حضرت مولانا احمد علیؒ)
١٢٩ رسومات اسلامیہ 〃 〃 〃
١٣٠ اصلی حنفیت 〃 〃
١٣١ میراث 〃 〃
١٣٢ آنحضرتؐ کے بتائے ہوئے وظیفے 〃
١٣٣ باجوں کی حرمت 〃
١٣٤ چہل حدیث (مدنی)
١٣٥ نسیم القرآن
١٣٦ آدابِ رمضان (مولانا محمد یوسف لدھیانوی)
١٣٧ اسلامی حکومت کے عاملین (سید سلیمان ندوی)

سندھی تراجم

روزہ
پردہ کی شرعی حیثیت
آدابِ معاشرت
تکفین و تدفین کا طریقہ
زکوٰۃ
حج و عمرہ کا طریقہ اور مسائل
نماز کے احکام و مسائل
حسنِ معاشرت
نماز قصر و تیمم کے احکام
والدین کے حقوق
تعلیم الاسلام (چہار حصص)
چائے، پان، سگریٹ
مستورات کے خصوصی مسائل
مستورات کے لئے نماز کا طریقہ
وقت کا تقاضا

گجراتی تراجم

وقت کا تقاضا
زکوٰۃ
وصیت، وراثت تقسیم میراث
مال و دولت کا مصرف
نماز کے احکام و مسائل
ولیمہ کا مسنون طریقہ
پردہ کی شرعی حیثیت
روزہ
حج و عمرہ کا طریقہ اور مسائل

بنگالی تراجم

مال دولت کا مصرف
زکوٰۃ
حج و عمرہ کا طریقہ اور مسائل
وصیت و وراثت تقسیم میراث
پردہ کی شرعی حیثیت
نماز کے احکام و مسائل

تکفین و تدفین کا طریقہ
آدابِ معاشرت
تعلیم الاسلام (چار حصے)

انگریزی تراجم

ڈاڑھی کی شرعی حیثیت
معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
زکوٰۃ
فلسفۂ قربانی
کیا انسان خدا کو دیکھ سکتا ہے
ختم نبوت
فضائل رمضان
اعتکاف
حج و عمرہ کا طریقہ
مبادی الاسلام
تعلیم الاسلام (چہار حصص)
اسلام اور مرزائیت

فارسی تراجم

تعلیم الاسلام چہار حصص

عربی تراجم

تعلیم الاسلام (چہار حصص)
پاکستان اور صلیبی جنگ
تبلیغ و اصلاح کی اہمیت

پشتو تراجم

تعلیم الاسلام چہار حصص

بلوچی تراجم

تعلیم الاسلام چہار حصص
والدین کے حقوق
تکفین و تدفین کا طریقہ

برمی تراجم

تعلیم الاسلام چہار حصص

★

یہ رسائل لاگت سے کم ہدیہ پر طلب کئے جا سکتے ہیں آپ کا ہدیہ بصورت صدقہ جاریہ ان شاء اللہ آئندہ بھی کام آتا رہے گا یہ رسائل برائے نام ہدیہ ادا کر کے منگوائیے اور تبلیغ و اصلاح کے جہاد میں اپنا فرض ادا کیجئے اپنے حلقۂ احباب برادری اور طلباء میں مفت تقسیم کیجئے ایک روپے کے ڈاک کے ٹکٹ بھیج کر چار رسالے (بیس صفحہ والے) طلب کئے جا سکتے ہیں۔ تفصیلات کیلئے لکھئے صدیقی ٹرسٹ نسیم پلازا، نشتر روڈ کراچی ۵

Marfat.com